ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۶	۲۴ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۴ - محرم الحرام سنہ ۱۳۲۰ یوم پنجشنبہ	نمبر ۱۵

فہرست مضامین

قواعد وضوابط الحکم

بعض احباب الحکم کے متعلق قواعد وضوابط پوچھتے ہین یا خریداری کی درخواست کر دیتے ہین لیکن جب مطبع کے قواعد کے موافق قیمت طلب پیکٹ بھیجا جاتا ہے تو واپس کر دیتے ہین اِسلیے ضروری ہے کہ ان قواعد اور ضوابط کا عام اعلان کر دیا جاوے جنپر مطبع کاربند ہے اور جسکے موافق خریداران کو عمل کرنا چاہیئے +

اول - اخبار عموماً ۲۴ صفحہ پر شایع ہوتا ہے اور مہینے مین چار بار دسمبر کے آخری ہفتہ مین عام تعطیل کیجاتی ہے -

دوم - نمونہ کے لیے ہمیشہ ۲ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے - ورنہ عدم رسی نمونہ پر شکایت کرنا مناسب نہین ہے -

سوم - ہر جدید خریدار کو قیمت درخواست کے ہمراہ ارسال کرنی لازمی ہے یا پہلا پرچہ قیمت طلب منگوا لے +

چہارم - قیمت کے پیشگی لیے جانے کا دستور ہے - اور مطبع مجاز ہے کہ جب چاہے بذریعہ قیمت طلب پیکٹ کے قیمت وصول کرے کسی جدید اطلاع کے دینے کی لازماً ضرورت نہین ہے

پنجم - جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے ورنہ عدم رسی جواب کی شکایت معاف -

ششم - بیرنگ خطوط ہرگز نہ لیے جاوینگے بجز خاص صورتون کے یعنے فرستندہ نے ٹکٹ لگایا ہوا ور بوجہ وزنی ہونے کے بیرنگ ہو گیا ہو - یا کوئی کارخانہ کا خوش معاملہ قدیم معاون ہو -

ہفتم - قیمت عوام سے صہ روپیہ سالانہ اور خواص اور معاونین سے عہ روپیہ سالانہ - ہندوستان سے باہر چھ روپیہ سالانہ محصولڈاک اس مین شامل ہے -

ہشتم - صہ روپیہ قیمت دینے والے ایک خریدار کے نام ہے ۱۲ سالانہ قیمت پر

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

ہم تیرہ چودہ برس تک تمہاری تعظیم و تکریم کرتے رہے اور دعائین کرتے رہے اگر کوئی قوت اور بل تم مین ہوتا تو نہ تم خود ذلیل اور خوار ہوتے اور نہ اپنے ماننے والونکو ذلیل کراتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تنہا تھے۔ آپ کے مقابل تمام عظماء و رؤساء تھے مگر آخر دیکھ لو کہ کامیاب کون ہوا؟ قرآن کریم کی دعاؤن کو بار بار پڑھو تو تمہین معلوم ہوگا کہ ان مین اعلیٰ تعلیم اور آداب دعا کے سکھائے گئے ہین اور یہہ دعائین سچی پیشگوئیان ہین ان دعاؤن کا سچا نتیجہ جسقدر خدا تعالے نے چاہا اس دنیا مین اسکا مزا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو چکھایا۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ اب یہ نرے لفظ ہی نہین ہین۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے اللہ تعالے نے کامیاب کیا اور دنیا کی حسنات سے بہرہ ور فرمایا اور آپ کے دشمنونکو ذلیل و نامراد کیا اور ان کو طعمۂ نار کیا اسی طرح سے یہ دعا اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء۔ چونکہ یہ دعا بڑی مقتدر رہے اس لیے اسکو اللہ شروع فرمایا کہ اے اللہ مالک ملک کے تو جسکو چاہے ملک عطا کرے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔ اس دعا کا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی زندگی مین نظارہ دیکھ لیا کہ کس طرح پر آپکو ملک عطا ہوا اور دشمنون سے چھین لیا گیا اور کس طرح آپکو عزت و رفعت ملی۔ اسی طرح پر قرآن مجید کی ساری دعاؤن کا جتنا حصہ اللہ تعالے نے چاہا آپ اور آپکے طفیل سے صحابہ کو دیا و آج تک ان دعا ونکا سلسلہ جاری ہے۔

اسی طرح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو دیکھو جو انہون نے وادِ غیر ذی زرع مین مانگی اور ان سخت بے آب پہاڑیون مین ربنا وابعث فیھم رسولا منھم کی دعا کا نتیجہ کیا ہوا کہ وہ مکان بیت الحرام قرار پایا اور کل دنیا کا ماوےٰ اور ملجا بنا اور اسی دعا کے نتیجہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان مین پیدا ہوئے غور تو کرو کہ اسی دعا کی برکت سے کیسے آثار ظاہر ہوئے اور وہ کیسی پوری ہوئی۔

مگر

برخلاف اسکے آج کوئی قوم ایسی نہین ہے جو اس طرح پر دکھا سکے یہودی ہون یا عیسائی۔ ایک بھی نہین۔ کیا آریہ کہہ سکتا ہے کہ رگ وید کی دعائین قبول ہوئین؟ اس مین جو بڑے زور شور سے دعوے کیا گیا تھا کہ اے اگنی ہمارے دشمن پامال ہون اور ہمارے مویشی موٹے ہون یہ ساری دعائین ان پر بد دعائین ہو کر ظاہر ہوئین وہ غیر قومونکے جوئے کے نیچے ہزار ہا سال سے چلے آتے ہین مین لذت بھرے سینہ سے یقین دلاتا ہون کہ ایک ہی کتاب ہے کہ جس کی دعائین لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً پوری ہوئین۔

غور کرنے کی بات ہے کہ ایک طرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکیلا دعا مانگنے والا تھا دوسری طرف یہود و نصاریٰ کے راہب و احبار دعائین مانگنے والے اور مکہ کے قریش لات و عزےٰ کے سامنے چلاتے اور دعائین مانگتے تھے مگر آخر دیکھو کہ بیابان مکہ کا بے کس و بے بس فروگذاشتہ انسان مگر کامل انسان کامیاب ہو جاتا ہے اور سارے جہان کو منقلب کر دیتا ہے کیون؟ اس کی دعائین قبولیت کا تاج پہنکر ہی اس کے سینے سے نکلتی تھین۔

یہ سچی بات ہے کہ جب تک قاعدہ اور ادب کے ساتھ پکارا نہ جاوے کچھ اثر نہین ہوتا دیکھلو یہ کچہریان انصاف اور داد و فریاد کے لیئے ہین لیکن اگر کوئی پانچ ہزار روپیہ کی نالش کے لیے آٹھ آنہ کا فیس کورٹ لگادے یا فوجداری عرضی کو دیوانی صورت سے لکھدے تو وہ عرضی دینے والے کے منہ پر ماری جاوے گی۔ اسی طرح دعا کا حال ہے ہمارا ایمان ہے اور بفضلہ تعالےٰ ان سب جھوٹے لاف زن لوگون سے نرالا ایمان اس بات پر ہے کہ دعائین قبول ہوتی ہین لیکن یہ ساتھ ہی ضروری امر ہے کہ وہ قواعد اور سنن ان کے ساتھ ضرور ہونے چاہئین جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کر دیئے ہین۔

پس مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا جو فرماتا ہے کہ مین مضطر کی دعا کو سنتا ہون یہ تو صحیح ہے لیکن یہ بھی تو ضروری ہے کہ داعی اضطرار کو محسوس کرتا ہو اور اللہ تعالےٰ کو یقیناً علے کل شئ قدیر مانتا ہو۔*

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان پر ساری دنیا کے ایمان نثار ہون مکہ کی مصیبت کی گھڑیون مین انک علے کل شئ قدیر کہہ کر توتی الملک من تشاء کہتے اور ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ جیسی دعا مانگتے ہین۔ ۔ ۔ یہ دعا بتاتی ہے کہ داعی شرح صدر سے یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھ یتیم کو بادشاہ اور ملک بنا دیگا اور ایک فروگذاشتہ کو ملک اور عزت عطا کرے گا۔ غرض ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ کو قادر ماننا اور استبعاد کے مرض سے صحیح اور محفوظ ہو۔

دنیا اس ادب سے بالکل ناواقف ہے ایک طرف دعا مانگتے ہین دوسری طرف اندر ہی اندر استبعاد کا مرض لگا ہوا ہے۔ پس یقیناً یاد رکھو کہ جب تک سینہ اس استبعاد سے پاک اور سچے اور صحیح عقاید سے بھرا ہوا نہ ہو قبولیت آ نہین سکتی۔

* اور بڑی شرط یہ ہے کہ وہ مضطر داعی خدا کے ابتلا مین گرفتار ہو مقت اور غضب کی سزا مین مبتلا نہ ہو کہ اس صورت مین اُس کی آواز سنی نہین جاے گی منہ

مین نے حاجی شمس الدین کے اس اشتہار کو تعجب اور نہایت افسوس کی نگاہ سے دیکھا جب اس پر امن یجیب المضطر کی آیت پڑھی حاجی صاحب پر فرض تھا کہ پہلے مضطر مومن داعی کی تعریف خدا کے منشاء اور وعدہ کے موافق بیان کرتے اور ان مولفات و عوائق کو ضرور مد نظر فرماتے جو ۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کے حقایق سے محض ناواقف ہین اور اس کو ایک کہانی یا کتھا کے طور پر پڑھنا چاہتے ہین۔

پھر کیسی تعجب خیز بات ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہین دوسری طرف اضطرار کو پیش کر کے دعا کرتے ہین + میرا سینہ زخمی ہو جاتا ہے جب مین اس انجمن کی کارگذاری پر نظر کرتا ہون کہ لاہور کے بشپ نے اس لاہور مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت اور زندگی پر ناپاک حملہ کیا اور آپ کو مردہ رسول اور گنہ گار کہا اور مقابلے مین ایک عاجز انسان کو خدا بنایا اور اسکو زندہ اور معصوم ٹھہرایا اور یون خدا کا ذرا بھی خوف نہ کر کے خدا کے راستباز اور برگزیدہ رسول افضل الرسل رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی مگر اس انجمن کو ذرا بھی غیرت اور جوش نہ آیا کسی نے اٹھ کر نہ کہا کہ مسیح مر گیا ہے اور زندہ رسول صرف صرف محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جسکے برکات اور فیوض اب تک زندہ اور جاری ہین۔

غرض ان لوگون نے اسلام کی حمایت کا دعوے کر کے اسلام کو ذلیل کرانا چاہا ہے اور مسیح کو خدا بنانے مین مدد دیکر عیسائیون کو جرأت اور حوصلہ دلایا ہے اور اس طرح یہ خدا کے غضب کو بھڑکایا اور اسپر ظلم یہ کیا کہ جب خدا کے راستباز صادق مسیح موعود نے اس نصرانی سحر کو معجزہ سے باطل کر دیا اور دکھا دیا کہ وہ مریم کا بیٹا جو خدا بنایا جاتا ہے کشمیر مین مدفون ہے۔ اس وقت ان سے اتنا نہ ہوا کہ اسکی ہی حمایت اور تائید کرتے اگر اس سے بھی رہ چکے تھے تو کم از کم ان لوگون ہی کو روکتے جو اسوقت سب و شتم کرنے پر اٹھ کھڑے تھے اور جنہون نے کفر کے فتوون سے بھی تجاوز کر کے گندی اور ناپاک گالیون تک نوبت پہونچادی ہے ان کو روکتے مگر نہین انہون نے اپنی خاموشی سے ان کو بھی حوصلہ دلایا اور یون گویا اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ اس حال مین خدا کیونکر خوش ہو اور دعائین سنے ایک طرف اس کے غضب کے موجبات کو اپنے ہاتھ سے اب وہ دیکھین گے کہ انکے اشتہار کیا نتیجہ پیدا کرتے ہین۔ اسوقت خدا قہر مین ہے کیونکہ محمد رسول اللہ کی بے عزتی کی گئی ہے اور اس کی توہین کی گئی جو مسیح موعود کے نام سے غلام احمد ہو کر آپ کی عظمت اور عزت کے اظہار کے لیے آیا ہے پس یاد رکھو کہ یہ بلا اور عذاب ٹل نہین سکتا جب تک خدا کے مسیح موعود کیطرف رجوع نہ کیا جاوے گا۔ یہی آخری اور سچا علاج طاعون کا ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے اور افسوس اسپر جو اس سے دور رہے۔ ایک انجمن کیا ہزارون انجمنین ایسی تجویز کرین وہ اور ان کے حامی دیکھ لین گے کہ کیا ہوتا ہے

اور سن رکھو کہ

ہان آپ تم نے چھوڑ دیا دین کی راہ کو
عادت مین اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
تقوے کے جتنے جامے تھے سب چاک ہوگئے
جتنے خیال دل مین تھے ناپاک ہوگئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہوگئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیان جدا ہوئے
روتے رہو دعاؤن مین بھی وہ اثر نہین
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہین

فٹ نوٹ۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنی کرامت نمائی کی خاطر اپنی نماز استسقا کے بعد مینہ کا برسنا ظاہر کیا ہے جو سراسر غلط ہے خدا کا مامور و صادق موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بہت عرصہ پہلے بارش کے ہو جانے کی خبر دے چکا تھا چنانچہ وہ رویا اخبار الحکم نمبر ۳۶۔ جلد ۳۔ مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۷ پر طبع ہو چکی ہے جو ۱۰۔ ستمبر ۱۸۹۹ء کی ہے کہ آپ نے خواب مین دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے آہستہ آہستہ مینہ برس رہا ہے پس وہ نشان بھی تو حضرت مسیح موعود ہی کا تھا نہ کسی کی نماز استسقا کا اثر*

(ایڈیٹر)

عسل مصفے ۲ جلد

مؤلفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق و تائید مین اور معترضون کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۱۲۰۰ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت ۲؎ علاوہ

قرآن کریم کی ابتدا

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ امر قابل غور ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکیم و مجید کتاب جو اخلاق اور معارف پر مشتمل ہے اس مین اس دعوی کی کیا ضرورت تھی کہ فقد لبثت فیکم عمرًا یعنی مین چالیس سال تک تم مین رہا ہون کیا تم مین سے کوئی ہے جو یہ کہہ سکے کہ مین سوسائٹی کے عیوب اور مجلس کی ناپاکیون مین کبھی ملوث رہا ہون - ہرگز نہین - اے عقل کے مدعیو! اور اے دانشمندو! پھر سوچو اور غور کرو کہ یہ دعوی جو عظیم الشان دعوے ہے اس بزرگ کتاب مین کیون کیا گیا ہے -

عزیزو

اس دعوی کی ضرورت اس لئے تھی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام باطل معبودون کو کاٹ کے جو اللہ تعالےٰ کی مجید و حمید ذات کی طرف دعوت کی اس لئے اگر آپ مین کوئی عیب ہوتا تو یہ دعوت ناتمام اور ناقص بلکہ بالکل بے سود جاتی جبکہ عرب کی سوسائیٹی سے کوئی کھڑا ہو کر اس دعوی پر کہہ دیتا کہ فلان وقت آپنے یہ ناشائستہ کام کیا تھا لیکن آپ بچپن ہی سے الامین اور المامون پکارے جاتے تھے اس لئے آپنے جب یہ دعوت کی کہ ساری حمدین اللہ تعالےٰ ہی کے لئے سزاوار ہین جو جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ ہے تو اس بے عیب زندگی نے کہ آپ ان ہی کے پیٹ سے محمدؐ نکلے تھے فقد لبثت فیکم عمرًا کے دعوے اور تحدی نے اس دعوت کو بہت قوی اور مضبوط اور برمحل ٹھہرادیا -

غرض آنحضرت صلی اللہ کی زندگی کامل نمونہ ہے اس امر کا کہ جو کچھ آپکے منہ سے نکلا در حقیقت .. اللہ تعالی کی نسبت وہی تعلیم حق اور صحیح تھی اور مسیح کی زندگی مین ہم کونسا نمونہ اس ایثار - توکل - اور رضا بالقضا کا تلاش کرین جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ مین نہین ملتا ہے - گال پر طمانچہ کھانے والی تعلیم عیسائی پیش کیا کرتے ہین مگر ہم کہتے ہین کہ یہ تعلیم ناتوانی کے وقت کی ہی شوکت کی نہین اگر انہین شوکت دیجاتی اور پھر وہ اپنا نمونہ دکھاتے تو - عیسائیون کو حق تھا کہ اس کو پیش کرتے اگرچہ دوسرے پہلوؤن مین پھر بھی یہ ناقص جا ٹھہرتی تاہم ان کو کچھ کہنے کا موقع ہوتا لیکن جب یہ موقع ہی انکو نہین ملا تو اس کو پیش کرنا محض لاحاصل ہے - ایسا ہی بحثیت باپ ہونے کے - دوست ہونے کے - فاتح ہونے کے جرنیل ہونے کے خاوند ہونے کے غرض مختلف حیثیتون مین مسیح کے اخلاق کا کیا نمونہ دنیا دیکھ سکتی ہے ؟ کچھ بھی نہین مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مین اور آپکی زندگی مین اخلاق کے سارے شعبوں کی تکمیل پاؤ گے مین دعوی سے کہتا ہون کہ ایک فہرست بناؤ اور اسکے اتنے مختلف خانے بناؤ جسقدر کہ اخلاق کے شعبے ممکن ہین - پھر تم دیکھ لوگے کہ وہ سارے خانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے بھر جاینگے - بیفائدہ ہوگا اگر اورون کی تاریخ مین اخلاق کی تکمیل کو تلاش کرین

اور یہ خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت اور ازلی ارادے سے کیا تا اس کے نام کا جلال ظاہر ہو اور اس ظلم و زور کا انتقام لیا جاوے - جو خدا تعالےٰ کی صفات دوسرون کو دی گئی تھین اس لئے محمدؐ جلیل الشان نبی کو مبعوث فرمایا جس نے دنیا کو خدا کی حمد و ستائش سے بھر دیا یہ سنت اللہ ہے کہ جب خدا تعالےٰ کے نام کی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے اور اس کی صفات کی بے عزتی کرنے والے بیباک ہو جاتے ہین اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے پھر محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم آتا ہے زمانہ کی فطرت اسوقت خود تقاضا کرتی ہے کہ محمدؐ آوے

اسوقت بھی وہی پہلی حالت ہو چکی تھی اللہ کے نام کی ہتک کی گئی اور ظالم نصاریٰ نے خدا کی صفات ایکطرف انسان کو دیدین اور ایک قوم نے نیوگ اور تناسخ کی نلشدنی مسائل تراشکر خدا کی جلیل الشان صفات کا انکار کر دیا اور کہا کہ خدا کسی چیز کا خالق نہین اور اپنے اعمال مین نیوگ جیسی قابل شرم بات کو محل مدح مین ٹھہرایا - جسکو سنکر ایک غیور انسان کی روح کانپ جاتی ہے اور سب سے بڑھکر مردہ پرست قوم نے صلیب کی حمایت مین پانی کی طرح روپیہ بہا دیا اور ہر قسم کے وسائل اور اسباب کو ہاتھ مین لینا چاہا اور مزدکی فرقون کی طرح دنیا مین فسق و فجور کا دریا بہ چلا گیا

اسوقت ایسی حالت مین - ضروری نہ تھا کہ محمد کا ظہور ہوتا ؟ جو پھر الحمد للہ سے زمین و آسمان کو بھردے ؟

بیشک ضروری تھا اور خوشخبری ہو تم کو اے **سننے والو!** کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے جلال کے اظہار اور ستائش کے غلغلہ کے بلند کرنے کے لئے محمدؐ **کو نازل فرمایا وہ اسیطرح آیا جیسے اسکا آنا مقدر تھا اس نے آکر ثابت کر دیا کہ ساری حمد و ستائش کا سزاوار حقیقی اللہ تعالےٰ** ہی ہے - مین اپنے آپ کو اور اپنے دوستون کو مبارکباد دیتا ہون کہ مین جو کچھ کہتا ہون مبالغہ نہین خدا آسمان پر دیکھتا ہے اور ادھر عرش سے اس کی حمد کر کے اسے محمدؐ قرار دیتا ہے

پس اے دوستو! وہ **غلام احمد قادیانی** در حقیقت **محمدؐ مکی صلی اللہ علیہ وسلم**

ہی کا ظل اور بروز ہے اور وہی ہے جو تم میں نازل ہوا ہے وہی قد لبثت فیکم عمرًا کی صدا سے بھی آئی اور اسنے یہ تحدی کی ٹھیک اسیطرح جیسے محمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خدا تعالے نے تیرہ سو سال کے اندر دو ہی شخصوں کی پاک اور بے عیب زندگی کا ٹھیکہ لیا اور تحدی کی ہے یا احمد مکی کی اُسوقت اور احمد قادیانی کی اِسوقت۔

احمدی جماعت !تیرے لئے کسقدر مبارکباد ہے کہ **تیرا امام اور تیرا ہادی** وہ انسان جلیل الشان ہے جس کی بے عیب اور پاک و مطہر زندگی کا خدا گواہ ہے اور تعریف کرنے والا ہے بے شک تو اِس کو مان کر کسی **صوفی - ملہم - ولی - ادیب شاعر - مصنف** غرض کوئی ہو کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہے اے خدا کے برگزیدہ **مسیح موعود** تجھ پر تیرے در و دیوار پر تیری ہربات پر خدا تعالےٰ کی بے حد برکات اور نصرتیں ہوں کہ تیرا دامن پکڑ کر ہم ہر میدان میں فتحمند ہیں والحمد للہ علی ذالک۔

آخر میں (اگرچہ مضمون لذیذ ہے۔ اور جی نہیں چاہتا کہ اس کو چھوڑا جاوے مگر خطبہ کی وجہ سے بند کرنا پڑتا ہے) میں اس جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور ان کو جو اس خطبہ کو کسی اور رنگ میں سن لیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسے خدا تعالےٰ نے تمہیں **بے عیب - برگزیدہ مطہر و مقدس امام عطا فرمایا ہے** - تم بھی اپنے چال چلن ایسے بناؤ کہ جب وطن اور گھر جاؤ تو شہداء علی الناس ہو جاؤ۔ تمہارا تعلق سب سے پاک ہو ریاکاری مکاری فتنہ باہم مخالفت نہو

خدا کرے کہ تم دنیا کے لئے ایک نمونہ اور نظیر ہو جاؤ - آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قرآن کریم اور الوہیت مسیح

تتمہ الحکم نمبر ۱۳ جلد ۶ صفحہ ۱۲ - ۱۱

غرض یہ ایک زبردست عملی دلیل ہے جو قرآن کریم نے پیش کی ہے کہ اوّل مسیح ہی کا دعوٰی بالفاظ صریح نہیں ہے - پھر دوسری آفاقی دلیل یہ پیش کی کہ پہلے مخاطب عیسائی اسلام کے مقابلوں میں پچھلے گئے اور شام کے عیسائی اسلام کے مقابلہ میں سخت ذلیل ہو گئے اِن حجج اور براہین کو پیش کر کے قرآن تثلیث پرست نصرانیوں کو خطاب کر کے کہتا ہے افلا۔ تو یوں یعنی ایسی علمی اور عملی دلائل کے ہوتے ہوئے چاہئے تھا کہ تم اسلام کی طرف رجوع کرتے اور سچے خدا کے حضور توبہ کرتے تاکہ وہ غفور الرحیم خدا تم پر رحم فرماتا باوجودیکہ یہ دلائل ایک سلیم الفطرۃ اور سعادتمند انسان کیلئے کافی تھیں اور ہیں کہ وہ مردہ پرستی اور تثلیث پرستی سے تائب ہو جاوے لیکن اللہ تعالےٰ اتمام حجت کے لئے ایک اور دلیل پیش کرتا ہے۔

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الآیۃ مسیح ابن مریم بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ وہ اللہ کا رسول تھا اس سے پہلے جسقدر رسول آئے وہ مر چکے دنیا رسولوں کے دیکھنے سننے کی عادی ہے وہ جانتی ہے کہ رسول کیسے ہوتے ہیں - چنانچہ... مسیح بھی اِس جنس سے ایک رسول ہے پہلے رسولوں میں سے کسی نے کبھی خدائی کا دعوٰی نہیں کیا - ان کی امتوں میں سے کبھی کسی نے یہ خیال نکیا کہ خدا خود بھی رسول ہو کر آیا کرتا ہے باوجودیکہ یہودیوں کے بہت سے فرقے ہو گئے تھے مگر کوئی بھی انمیں قائل نہ تھا کہ خدا مجسم ہو کر دنیا میں آیا کرتا یا کبھی آئیگا

پھر فرمایا کہ اس کی ماں راستباز عورت تھی کیا کوئی عورت کے پیٹ سے نکلکر بھی خدا بن سکتا ہے پھر فرمایا کہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے یعنی محتاج تھے ضعیف تھے وہ جو پیٹ کا محتاج ہے وہ سب کا محتاج ہے آخر میں قرآن بڑے ناز اور ذوق کے ساتھ فرماتا ہے **انظر کیف نبین لھم الایات** ذرا غور و فکر کر کے دیکھو کہ ہم کیسے کھلے نشان بیان کرتے ہیں - اور یہ بد قسمت کہاں بھٹکتے پھرتے پھرتے ہیں - پھر سب سے بڑھکر ایک اور زبردست دلیل اس کے ابطال کے لئے دی قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک الآیۃ یہی وہ دلیل ہے جسپر خدا کا برگزیدہ مسیح موعود پورے زور اور قوت سے کھڑا ہوا ہے اور اسی دلیل نے عیسائیت کا ستیاناس کر دیا ہے - ہم مان لیتے کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے یا یہ کہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے اگر وہ اپنے سچے پرستاروں کی کچھ بھی نصرت کر سکتا - ان کے لئے کوئی قانون قدرت بدل سکتا مگر خدا تعالےٰ اگر وہ لا شے وجود ہے ضار - اور نافع اللہ ہی کی ذات ہے یہ زبردست ثبوت ہے مسیح کے خدا یا ابن خدا نہ ہونے کا۔

اگر عیسائی اپنے دعوےٰ میں سچے ہیں تو وہ اس وقت مرد میدان بنکر نکلیں اور خداوند مسیح سے رو رو کر کوئی نشان مانگیں اور نہیں تو کسی بشپ صاحب کے رہنے کے مقام کو طاعون سے محفوظ رکھے جانے ہی کا نشان ظاہر کریں جیسے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے شائع کر دیا ہے غرض یہ عظیم الشان دلیل ہو سکتی ہے مسیح کی الوہیت پر - پس او پادری صاحبان او ریورنڈ ڈاکٹر صاحبان! یہ وقت ہے مسیح کی الوہیت کے ثابت کرنیکا اسوقت فرداً فرداً اور مل مل کر دعائیں کرو اور کوئی نشان پیش کرو ورنہ یاد رکھو کہ صلیب ٹوٹ چکی اور مسیح موعود کی حجت تم پر پوری ہو گئی

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ ہمیں اس نے قرآن جیسی نعمت دی اور اسکے ذریعہ توحید کا وارث بنایا اور مسیح موعود کی جماعت میں داخل کیا جس کے ذریعہ یہ دلائل روشن ہمیں ملے ہیں ہم کبھی تردید نہ کر سکتے اگر خدا تعالےٰ یہ سلسلہ قائم نہ کرتا

یسوع مسیح اور قوم بشپ صاحب

لاہور پر ریویو

(نمبر ہفتم)

ہمارے ناظرین کو گذشتہ نمبرون کے مطالعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ بشپ صاحب لاہور نے اپنے مضمون مین جو دعوی یسوع مسیح کی نسبت کئے ہین وہ صحیح ثابت نہیں ہوئے۔ پھر بشپ صاحب فرماتے ہین۔

قولہ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یسوع مسیح کوئی انجیل نہین لایا جیسا کہ بعضون کا غلط گمان ہے وہ انجیل کو کیونکر لا سکتا تھا جس حال مین کہ وہ خود انجیل یعنی خوشخبری تھا۔ وہ تو آیا اس لئے تھا کہ لوگ اس کے دیکھنے سے اس کی حالت پر غور کرنے سے اس کی تعلیم اور طبیعت اور اعمال اور زندگی کے سارے واقعات بالخصوص اس کی محبت آمیز موت اور اس کے جلا ہی جی اُٹھنے پر دھیان کرنے سے خدا کی بابت وہ سب کچھ معلوم کرلین جو انسان کو معلوم ہوسکتا ہے"

اقول ہمین بشپ صاحب کی ضعیف الاعتقادی اور دانشمندی پر افسوس ہوتا ہے کہ وہ صرف الفاظ کے سلسلے اور ترتیب کے خیال مین کچھ ایسے محو ہین کہ معانی اور مضمون سے انہین کچھ واسطہ نہین رہا بشپ صاحب کا یہ خیال کہ یسوع مسیح کوئی انجیل نہین لایا فقرہ جیسا کہ بعض کا غلط گمان ہے خود بخود باطل ہو جاتا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد بھی رہا ہے کہ یسوع مسیح کی اپنی انجیل کے ماننے والے موجود ہین اور انجیل موجودہ کے بعض مقامات بھی اس کی طرف رہنمائی کرتے ہین بشپ صاحب کا اس اعتقاد کو غلط کہدینا ہی کافی دلیل اس بات کی نہین ہوسکتی کہ یسوع مسیح کی کوئی انجیل نہ تھی کیونکہ اگر دلیل اسی کا نام ہے تو پھر ہماری رائے مین بشپ صاحب کو کوئی حق نہین ہے کہ وہ اپنے مخالف کے اعتراض کو محض اسی طرز بیان کی وجہ سے انکار کرین جبکہ وہ یہ کہدے کہ بشپ صاحب کا یہ غلط گمان ہے کہ یسوع مسیح کی اپنی کوئی انجیل نہ تھی۔

ہم بشپ صاحب کے اس قول ہی کو لیکر اسپر جائز نکتہ چینی کرنا چاہتے ہین اگر بقول بشپ صاحب یسوع مسیح کی کوئی انجیل نہین ہے تو پھر غالباً بشپ صاحب کو موجودہ مجموعہ اناجیل کے پیش کرنے سے شرم کرنی چاہئے جیسا کہ انمین متضاد اور مخالف امور درج ہین اور اسپر بھی کہا جاتا ہے کہ وحی سے لکھی گئی ہین یا روح القدس کی تائید سے گلبند بند ہوئی ہین جیسا کہ خود بشپ صاحب نے اسی مضمون مین یہ دعوی کرتے ہین اور حسب معمول اس کو اپنے سابقہ دعاوی کیطرح دلیل کا محتاج چھوڑ جاتے ہین پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کی ماہیت اسیقدر ہے اور انسان اسیقدر معرفت خدا کی نسبت حاصل کر سکتا ہے جو **یسوع مسیح** کے دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے تو ایک آزاد خیال انسان کو شاید یہ کہنے کا کافی موقع حاصل ہے کہ یسوع مسیح دنیا مین نری دہریت پھیلانے آیا تھا کیونکہ یسوع کی زندگی مین کوئی کامل نمونہ ہمین نظر نہین آتا اور نہ حقیقت مین پایا جاتا ہے معاشرت کے اصول یسوع کی زندگی مین تلاش کرنیوالے کو نہایت افسوس ہوگا۔ جب وہ دیکھے گا کہ اسے اس قسم کا موقع ہی حاصل نہین ہے۔ والدین کی عزت و حرمت اور خدمتگذاری کا سبق یسوع کی زندگی مین کہان ملیگا جب وہ اپنی والدہ سے طریق ادب کو چھوڑ کر گفتگو کرتا پایا جاویگا ایک دوست حقوق دوستی پر یسوع کی صحبت مین رہ کر کوئی سبق نہین لے سکتا۔ غرض تمدن۔ معاشرت اور سیاست کے کسی شعبہ اور حصے مین اسکے نمونہ کو کامل نہ پائیگا ہم ایسے ضروری بحث کر آئے ہین۔ زیادہ کی اس مقام پر ضرورت نہین ہان اسقدر کہنا ضروری ہے کہ بقول بشپ صاحب انسان خدا تعالیٰ کے متعلق اگر یسوع ہی کے دیکھنے سے معرفت حاصل کر سکتا ہے اور معرفت اسی کا نام ہے تو پھر دہریت معلوم نہین کسکو کہتے ہین کیونکہ **یسوع مسیح** کی زندگی کا نظارہ تو یہ ہے کہ وہ معمولی بچون کیطرح خون حیض کھا کر پرورش پاتا رہا اور نو مہینے کے بعد معمولی طور پر عام بچون کی مانند روتا چلاتا ہوا پیدا ہوا اور پھر ایک گمنام زندگی بسر کرتا رہا۔ کبھی اخلاقی حالت کی کمزوری اور غیر محتاط طرز عمل سے اوستاد کے ہان سے عاق ہوا کبھی شیطان سے ۔ ۔ ۔ آزمایا جاتا رہا آخر قصہ مختصر یہودیون کے ہاتھون سے پٹتا ہوا صلیب پر مارا گیا اور ملعون ہوکر ہاویہ مین رہا یہ نمونہ ہے خدا کا جو بشپ صاحب پیش کرنا چاہتے ہین اے تقدس مآب بشپ صاحب! کیا انسان کو خدا کی نسبت ایسی ہی معرفت کی ضرورت ہے؟ اور کیا خدائی کے یہی صفات ہین۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

پس یسوع مسیح کی تعلیم۔ اعمال۔ زندگی کے متعلق ہم پہلے بہت کچھ لکھ آئے ہین اعادہ کی حاجت نہین۔ ہان بشپ صاحب کے اس فقرہ پر کہ بالخصوص **اُس کی محبت آمیز موت** پر کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہے ہمین بشپ صاحب کے منصب کے لحاظ سے اس فقرہ کو پڑھکر سخت افسوس ہوا کہ اُس **خودکشی مین کونسی محبت پائی جاتی** ہے اول تو موجودہ انجیل کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح ہرگز ہرگز مرنا نہین چاہتا تھا چنانچہ ساری رات رو رو کر دعا مانگتا رہا۔ اور اس قدر اضطراب اور کمزوری کا دکھانا کہ ان لوگون سے دعا کی التجا کرتا ہے جن کو سست اعتقاد اور ضعیف الایمان کہتا ہے صاف کہے دیتا ہے کہ وہ اس موت سے جس کو بشپ صاحب **محبت آمیز** کہتے ہین یعنی موت سمجھ کر بچنا چاہتے تھے اور بالفرض اگر مان بھی لین کہ وہ دل سے چاہتے تھے اور اصل غرض ان کی یہی تھی تو سمجھ مین نہین آسکتا کہ اس **موت** کو محبت سے کیا تعلق!

عیسائی مذہب مین محبت ایک لفظ ہے جو شاعرون کے معشوق کیطرح بالکل خیالی اور بے معنے ہے۔ ہم اس محبت آمیز موت کے معنے اسوقت سمجھ سکتے ہین کہ اگر کسی پادری صاحب کے سر مین درد ہو اور جناب تقدس مآب بشپ صاحب اپنے سر میں پتھر مار لین اور اس کا سر درد جاتا رہے اگر ایسا ممکن

میگزین

خدا کے فضل وکرم سے میگزین کا چوتھا نمبر اور اردو میگزین کا دوسرا نمبر بھی اپنے ٹھیک وقت پر شایع ہوگیا ہے یہ امر کہ ہر دوسرا نمبر پہلے سے زیادہ شان اور آب وتاب سے شایع ہوا ہے میگزین کے پڑھنے والون کو خوب معلوم ہے میگزین کے سرمایہ اور قواعد کے متعلق چند روز ہوئے ہیں مولانا مولوی محمد علی صاحب نے ایک سرکلرگز حصہ داران میگزین کے نام ارسال کیا ہے اور ہمین امید ہوتی ہے کہ الحکم کے اس نمبر کے پہونچنے تک وہ چٹھی حصہ داران کے پاس پہنچ چکی ہوگی اور انکو کسیقدر غور وتامل کا موقع مل گیا ہوگا۔ غالبًا یہ امر بادی النظر مین موزون سمجھا جاوے کہ ہم اپنی رائے ایسی طریق پر پیش کرتے جو اس چٹھی مین چاہا گیا ہے لیکن ہمارے ناظرین اور انجمن اشاعت اسلام کے مینجنگ ڈائرکٹر صاحب ہمین معذور سمجھینگے اگر ہم اپنی رائے بذریعہ الحکم شایع کرنے پر مجبور ہون بات یہ ہے کہ الحکم احمدی قوم کا آرگن تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لئے الحکم کا فرض ہے کہ جیسے وہ اپنے سید ومولا و مقتدا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات یا بزرگان ملت کے مواعظ وملفوظات کو شایع کرتا ہے اور ہر پیش آمدہ موقع پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پولٹیکل حقوق کی حفاظت کرنے کی سعی کرتا ہے اسی طرح ان ضروری امور پر جن کا تعلق قوم سے ہو اور جنکا اثر سلسلہ عالیہ پر پڑتا ہو انپر مناسب وقت نوٹ لکھکر قوم کو توجہ دلائے۔ یہی وجہ ہے کہ میگزین کے متعلق بذریعہ الحکم ہمکو اپنی رائے کے اظہار کی ضرورت پڑی ہے۔

میگزین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اہم مقاصد مین سے ایک ضروری اور اشد ضروری مقصد ہے جو ہمارے سید ومولا **امام** کی رسالت کے ساتھ وابستہ ہے غیر قومون مین (جنکی زبان انگریزی ہے تبلیغ کا اکیلا ذریعہ میگزین ہے اس لئے اس کی ضرورت پر ہمکو کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں میگزین کا سرمایہ تجارتی اور خیراتی حصص کی طرز پر ہم پہونچایا جاتا ہے اور تجارتی شاخ ہی ایک ایسی شاخ ہے جس کے لئے آئے دن نئے قواعد کی ترتیب اور ترمیم کی ضرورت پیش آتی ہے اور حقیقت مین **تجارتی شاخ** احمدی سلسلہ مین ہوکر تقاضا کرتی ہے کہ عام سوسائیٹیون اور مجلسون سے بہت کچھ بڑھکر احتیاط سے اس کی نگہداشت اور حفاظت کیجاوے اور اس لئے ان لوگون کو (جنکا بہت بڑا تعلق رسالہ سے ہے خواہ اس کے ایڈیٹوریل سٹاف سے یا اس کے انتظامی حصہ سے) اپنے بیش قیمت وقت کا بہت بڑا حصہ ان امور کے لئے دینا پڑتا ہے۔

تجارتی طریق معیوب تو نہین کہا جا سکتا بلکہ ایک پہلو سے مستحسن سمجھا جا سکتا ہے کہ قوم مین متفق ہوکر کام کرنیکی روح پیدا ہوتی ہے لیکن **خیراتی** طریق میگزین کے بہت ہی حسب حال ہے۔ ہم اسوقت بہت ہی خوش ہوئے تھے جب ہمارے مخدوم مکرم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہوس لاہور نے میگزین کے چلانے کے لئے خیراتی طرز کو پیش کیا تھا اور نہ صرف پیش بلکہ پچاس حصص خرید بھی کئے تھے مگر بعد مین بعض مصالح کے لحاظ سے اس کی دو شاخین کردینی پڑین تجارتی اور خیراتی۔ ہمارا شروع سے خیال تھا کہ اس کو **خیراتی** طرز پر چلایا جاوے اور قوم کے باہمت افراد سے تین ہزار روپیہ سالانہ کی اپیل کیجاوے۔ تین سال تک کے لئے اور ہمین امید تھی کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی قوم اس میدان مین بھی پیچھے نہ ہٹتی۔ کیونکہ اب بھی ہم دیکھتے ہین کہ بہت سے بزرگ ہین جنہون نے اپنے سرمایہ کو خیراتی رکھا ہوا ہے

مختصر یہ کہ اب چونکہ قواعد مین ترمیم و اصلاح کی ضرورت پیش آئی ہے اس لئے اس موقع پر ہم اگر اپنی عاجزانہ رائے کو نیک نیتی سے پیش کردین تو کچھ حرج نہین بلکہ عجب کہ اس سے کوئی مفید بات پیدا ہو سکے اور گاہ باشد کہ کودکے نادان بغلط بر ہدف زند تیرے۔ کا ہی معاملہ ہو چکا کہ ہماری رائے مین میگزین کی **خیراتی شاخ کو وسیع کیا جاوے**

اور کوشش کی جاوے کہ کم از کم اڑہائی سو **آدمی** ایسے قائم ہوجاوین جو عہ سالانہ میگزین کے لئے چندہ دین اور اسطرح پر میگزین کے موجودہ خیراتی حصص اور خریدارون کی تعداد ملاکر ہم امید کرسکتے ہین کہ میگزین نہایت ہی خوش اسلوبی سے چل سکتا ہے اور اگر قوم توجہ کرے تو یہ کوئی بڑی بات نہین۔

ہم نہایت خوشی سے ایسی تحریرون کو الحکم مین شایع کردینگے جو اس رائے کی تائید مین ہمارے پاس بھیجی جاوینگی اس تجویز کے ساتھ اگر ہم اردو میگزین کے متعلق بھی اپنی رائے پیش کردین تو بے محل نہ ہوگی مگر یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اردو میگزین کے متعلق جو کچھ ہم ذیل مین لکھتے ہین وہ مشروط ہے مندرجہ بالا تجویز کی پختہ اور قائم ہوجانے کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہے کہ حقیقت مین ابھی تک وہ وقت نہین آیا کہ احمدی قوم ایک ہی زبان کے ایک سے زیادہ اخبارات کو چلا سکے اگرچہ وہ وقت آتا ہے کہ خدا چاہے تو ایک زبان مین اس کے متعدد اخبار ہونگے لیکن اسوقت جب کہ مختلف قسم کے چندون کا بوجھ جماعت پر ہے اور خدا کا فضل ہے کہ باوجود اس قدر بوجھ کے وہ ہر نئی ضرورت پر نئے ایمان اور نئے جوش سے من انصاری الی اللہ کی صدا سنکر۔ نحن انصار اللہ کہنے کے لئے طیار ہوتی ہے۔ ایک سے زیادہ اردو زبان کے جریدہ کی ضروریات کا پورا ہونا کسیقدر مشکل ہے۔ اور جبکہ سب سے پہلے **خادم قوم الحکم** کی اشاعت ابھی تک سات سو بھی نہیں ہوئی اور آئے دن مالی مشکلات کی تکالیف ہوتی ہے تو دوسرے کسی اخبار

کا اجرا، قومی مقاصد کی راہ مین اخباری حیثیت سے ضرر رسان سمجھا سکتا ہے اور قوم پر ایک جدید بوجھہ - لیکن **اردو میگزین** کا اجرا جس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھکر کیا گیا ہے وہ **انگریزی میگزین** کی بقا بجائی اور استحکام کے اسباب مین سے ایک سبب سمجھکر کیا گیا ہے گو یقیناً نہ سہی لیکن ہم اپنے قیاس سے کہہ سکتے ہین کہ اگر **انگریزی میگزین** کے استحکام اور استقلال کے لئے مندرجہ بالا صورت قائم ہو جاوے تو اردو میگزین کے مضامین الحکم ہی کے ذریعہ قوم کو مل سکتے ہین اور ان زائد مصارف سے جو اسوقت لازماً اٹھانے پڑتے ہین قوم بچ سکتی ہی اور **انگریزی میگزین** کی اشاعت کی اصل غرض پوری آزادی سے پوری ہو سکتی ہے اس لئے ہم اپنی رائے اسوقت عام غور کے لئے بذریعہ الحکم شایع کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ تمام لوگ جو میگزین کے حصون کے خریدار ہین اسپر پوری فکر کرینگے اور ایسا ہی انجمن اشاعت اسلام قادیان کے کارکن اصحاب کی خدمتمین التماس ہے کہ اگر وہ انگریزی میگزین کے استحکام کی اسصورتمین فکر کرین اور خدا چاہے انہیں کامیابی ہو جاوے تو وہ اردو میگزین کی اشاعت کا ذریعہ الحکم کو قرار دین اس سے کئی فائدہ ہونگے اردو میگزین کے اجرا کی اصل غرض پوری ہو جاویگی اس کے ساتھہ ہی الحکم کی خدمات کا میدان وسیع ہونے کے ساتھہ اس کے استحکام کا رنگ اور صورت نکل آویگی اور قوم مزید مصارف سے بچیگی

بہر حال یہ ہماری ذاتی رائے ہے جسکو ہم نے نہایت نیک نیتی کے ساتھہ قوم کی خدمتمین پیش کیا ہے اسپر غور کرنا اور عمل کرنا قوم کے ہاتھہ مین ہے - مرا د ما نصیحت بود کردیم

تعمیر دفتر الحکم اور سرپرستان الحکم

میرے لئے یہ امر کس قدر مسرت اور فخر کا موجب ہو سکتا ہے جب مین یہ دیکھتا ہون کہ الحکم کے سرپرست الحکم کی خدمات کی سچے دل سے قدر کرتے ہین اور یہی ایک امر ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا نشان ٹھہر سکتا ہے بشرطیکہ سعادتمند غور کرنیوالا ہو - کیونکہ کسی قوم مین سچی شکر گزاری اور احسان شناسی کی حالت پیدا نہین ہو سکتی جب تک اس کا سچا تعلق خدا تعالٰے سے نہ ہو جیسا کہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ سے پایا جاتا ہے پس جب ایک قوم اپنے ایک خادم کی خدمات کا شکر گزاری کے ساتھہ اعتراف کرے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس قوم مین خدا شناسی کی روح نفخ ہو چکی ہے چنانچہ الحکم کے دفتر کی تعمیر کے متعلق جو عرضداشت مین نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں شایع کی تھی اسپر سرپرستان الحکم نے توجہ کرنی شروع کر دی ہے اور مجھے یقین ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ اپنے **محبوب الحکم** کی عرضداشت پر پوری توجہ کرین گے -

مین جیسا کہ وعدہ کر چکا ہون الحکم مین ان تمام معاونین کے اسماء گرامی وقتاً فوقتاً شایع کرتا رہون گا جو اس سلسلہ تعمیر دفتر الحکم مین میرے مددگار ہون گے - چنانچہ آج مین چند احباب کے نام شایع کرتا ہون

اول - سب سے اول مین جناب چودہری غلام احمد صاحب بی - اے - انسپکٹر ڈاکخانجات گلگت کا نام درج کرتا ہون چودھری صاحب موصوف نے جس ارادت اور شوق سے خط لکھا ہے وہ اس قابل تھا کہ سارا درج کیا جاتا مگر عدم گنجائش کی وجہ سے مین ایسا کرنے سے قاصر ہون چودہری صاحب نے ان تمام مدون مین جو دفتر الحکم کی تعمیر کے لئے پیش کی گئی تھین شریک ہونا چاہا ہے چنانچہ انہون نے ایک جدید خریدار بھی پیشگی قیمت دینے والا عطا فرمایا باوجودیکہ اس سے پہلے ایک خریدار دے چکے ہین اور آئندہ اور بہم پہونچانے کا وعدہ کرتے ہین مطبع کی **کتابون** مین سے بعض خرید کی ہین اور پانچ روپیہ بطور پیشگی بھی بھیجدے ہین جزاہ اللہ احسن الجزا ہمین امید ہے کہ الحکم کے سرپرست چودہری صاحب کے اس کار خیر کی تقلید بہت جلد کرینگے -

دوم - اس کے بعد مین میرٹھ کے خریداران الحکم کی گرانقدر امداد کی رسید دیتا ہون ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب صہ امدادی منشی عبد الرشید صاحب صہ قیمت پیشگی الحکم ماسٹر محمد عبد العزیز صاحب عہ امدادی اپنے رنگ مین ماسٹر محمد عبد العزیز صاحب اور ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب کی امداد سب سے پہلے اور بہت ہی گرانقدر ہے کیونکہ جیسا کہ الحکم مین لکھا تھا کہ اگر مین محض امدادی رقوم طلب کرتا تو الحکم کے پڑھنے والے قدردان امدادی چندہ کے لئے طیار ہو جاتے - لیکن میرے لئے یہ امر بہت ہی مسرت کا ہے کہ باوجودیکہ مین نے پیشگی قیمت مانگی تھی یا جدید خریداران کے پیدا کرنے یا خرید کتب کے ذریعہ امداد کی درخواست کی تھی لیکن میرے میرٹھ کے سرپرستان الحکم نے امدادی چندہ بھیجکر ایک اور نظیر قائم کر دی ہے - گویا وہ عملی طور پر اس تحریک کے بانی ہوئے ہین اللہ تعالٰے انہین جزائے خیر دے **پھر لودیانہ** مین لودیانہ کے خریداران الحکم کا شکر گزار ہون جنہون نے اپنے خط کے ذریعہ ان تجاویز پر عمل کرنیکی مجھے اطلاع دی اور ان مین سے حاجی عمر الدین صاحب نے پیشگی قیمت دینے کے علاوہ بذریعہ خرید کتب بھی مدد دی - پھر مین الحکم کے ایک خاص معاون شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی کا شکر گزار ہون جنہون نے بذریعہ خط بہت جلد ہر قسم کی مدد دینے کا وعدہ فرمایا پھر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کی مہربانی کا شاکر ہون جنہون نے جہلم واپس جا کر میری پیش کردہ تجاویز کو عملی صورتمین لانے کا وعدہ فرمایا مین امید کرتا ہون کہ دوسکر

رقیمۃ الوداد نمبر سوم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ایہا الاحباب رؤساء امروہہ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ و برکاتہ۔ خاکسار بذریعہ عریضہ ہٰذا کے آپ کی خدمات عالیہ مین حاضر ہو کر گذارش کرتا ہے کہ خاکسار نے ایک خط موسومہ قاضی سید آل محمد صاحب محلہ دربار کلان امروہہ۔ اخبار الحکم مورخہ ۱۷- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مین طبع کرا کر پچیس چھبیس پرچہ اوسکے امروہہ مین شایع کئے تھے اور تخمیناً ۵۰۰ عدد پرچہ دیگر بلاد ہندوستان وغیرہ مین بھی روانہ کیا گیا تھا جس مین مولوی احمد حسن صاحب مدرس امروہہ سے اور جو ان کا ہم مشرب ہو کوئی ہو اور کہین ہو کائناً من کان وحیث ما کان مطالبہ جواب کیا گیا تھا۔ اس خط مین دلایل عشرہ کتاب و سنت سے حیات مزعومہ حضرت عیسے کی باطل کی گئی تھی اور وفات ان کی حیز ثبوت کو پہونچائی گئی تھی۔ اور ثانیاً تفسیر اعجاز المسیح جو حضرت اقدس نے سائین مہر علی صاحب کے مقابلہ مین متحدیانہ لکھے تھے جس کو مدت دراز گذر گئی اور ان سے اسکا جواب آجتک نہین بن پڑا۔ مدرس صاحب امروہہ سے بھی اوسکے جواب کا مطالبہ حسب شرایط مفید طرفین کیا گیا تھا اور معاہدہ سابقہ مہر علیشاہ کی تجدید کر کر دار مدار صدق وکذب فریقین کا اسی مقابلہ تفسیر نویسی کو مجدداً قرار دیا گیا تھا اور ثالثاً حسب درخواست مدرس صاحب موصوف کے جو وعظون مین برملا مباہلہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہین عبارت مفیدہ فریقین مباہلہ کیلئے اس غرض سے تحریر کر دی تھی کہ فریقین کے دستخط ہو کر دنیا مین شایع ہو جاوی اور کل صرفہ طبع کا حضرت اقدس کے ذمہ رہے گا اور اتماماً للحجۃ آخر خط مین یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر ان تینون صورتون مین سے کسی صورت پر آپ مستعد نہ ہون تو آپ اپنے دعاوی مباہلہ و مناظرہ وغیرہ مین جو اپنے وعظو نمین بیان کرتے ہین محض خلاف گو ہین۔ یہ خط مذکورہ اغلب ہے کہ آپ صاحبون نے مطالعہ فرمایا ہوگا اور جن صاحبو نے مطالعہ نہ فرمایا ہو وہ صاحب قاضی آل محمد صاحب موصوف سے بالفعل لیکر مطالعہ فرمالیوے اب گذارش بطور اپیل کے آپ کی خدمات میں یہ ہے کہ اس خط کا جواب آج تک جسکو عرصہ زائد ایک ماہ کا منقضی ہو چکا مدرس صاحب نے بشرایط مندرجہ عنایت نہین فرمایا اور نہ کسی اور صاحب نے جو ان کا ہم خیال ہو اس خط کا جواب لکھا چونکہ مدرس صاحب کو انتہا درجہ کا جوش وخروش اسوقت تھا لہذا مجھ کو بڑی امید تھی کہ جواب خط مذکور کا ضرور مرحمت ہوگا اور یہ خیال تھا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس خط و کتابت سے حق اور باطل اہل بصیرت پر امروہہ مین بھی منکشف ہو جاوے گا۔ مگر بالآخر معلوم ہوا کہ بحکم جولۃ الباطل ساعۃ وجولۃ الحق الے الساعہ* کے مدرس صاحب کیطرف سے اب محض سکوت ہی سکوت ہے شاید انہون نے اس سکوت مین یہ مصلحت سمجھی ہے کہ ایک چپ سو کو ہراوے جو مثل مشہور ہے اللّٰہ اکبر ایسا عظیم الشان مسئلہ جس مین ہماری تکفیر کی گئی۔ نماز ہمارے پیچھے پڑھنی جائز نہین امامت مین وغیرہ وغیرہ اور اب ادلہ قاہرہ پیش ہونے پر یہ سکوت۔ حضرت مین ان سب پیچون کو جانتا ہون جو ایسے سکوت مین دانشمند دنیا کو ہوا کرتے ہین بقول شاعر ؎

بطبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید
خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمی آید

مگر یہ تو فرمائیے کہ شریعت اسلام نے بعض مواقع معلومہ مین سکوت کو بھی قائم مقام رضا کے گردانا ہے۔ جس کی وجہ سے خاکسار تو سمجھ گیا ہے کہ مدرس صاحب کا دل ہمارے ادلہ قاہرہ کو مان گیا گو بپاس و لحاظ شرم و حیا زبان پر نہ لا سکین کیونکہ الخاموشی نیم رضا گو الف لام کے ساتھ باعتبار ترکیب لفظی غلط ہو۔ مگر مضمون تو اسکا ہر ایک اہل عقل کو مسلم ہے۔ اب مجھکو محرک مطالبہ جواب کے لیئے یہ امر ہوا ہے کہ بلاد ہندوستان اور نیز خود امروہہ سے بعض احباب کے خطوط متواتر بنا بر مطالبہ جواب آرہے ہین کہ مدرس صاحب سے یا تو مضمون خط کی تصدیق کرائی جاوے یا تکذیب اور تکذیب ہو تو مع دلائل کے ہو اور دونون صورتون مین جواب مطبوعہ ہو تاکہ فایدہ اوسکا عام ہو جاوے لہذا آپ کی خدمات عالیہ مین بطور اپیل کے تصدعہ دیا جاتا ہے کہ از راہ عنایت اور حمایت دین اسلام کے جو ہر اہل اسلام پر فرض وواجب ہے مدرس صاحب سے خط مذکورہ کا جواب بالکل مطبوعہ اندر میعاد مناسب مثلاً پندرہ روز مین لیکر خاکسار کے پاس روانہ فرما دیا جاوے اور اگر اس خط مذکورہ کا جواب ان سے نہین ہو سکتا تو لیجیئے اور چند سطور ذیل مین پیش کی جاتی ہین انہین کا جواب مرحمت ہو۔

* جوش وخروش باطل کا ایک ساعت بھر ہی ہوا کرتا ہے لیکن امر حق مین جوش کرنا تو قیامت تک باقی رہتا ہے۔

اور مدرس صاحب کو اجازت دیجاتی ہے کہ اگر جواب ان چند سطور کا دینا ان پر دشوار اور مشکل ہو تو دیگر علما اپنے موافقین کو بھی اپنا معاون فرما لیوین ہماری اجازت ہے کیونکہ اس تعاون مین کوئی حرج ہمارا نہین ہے امر حق تو ظاہر ہو جاویگا اور اگر آپ کہین کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت مین بہت کتابین چھپ چکی ہین تو گذارش ہے کہ انہین کتابون مین سے نکال کر جواب عنایت ہو - لیکن اگر ان چند سطور کا جواب بھی اندر میعاد مذکورہ کے مرحمت نہ ہوا تو خاکسار آپ ہی سے دریافت کرتا ہے کہ بحکم الانصاف احسن الاوصاف آپ اتنا تو فرمادیوین کہ پھر یہ سکوت مدرس صاحب کا اسی سکوت مین کیون داخل نہ کیا جاویگا جس کو شریعت اسلام نے قایم مقام رضا کے گردانا ہے بینوا توجروا -

جواب طلب قلم اول لفظ توفی کا وہ محاورہ جو فلما توفیتنی مین باب تفعل سے آیا ہے یعنی اللہ تعالے کیطرف اس کی اسناد ہو اور انسان اوسکا مفعول بہ واقع ہوا ہو جیسا کہ توفاہ اللہ ہے سوائے قبض روح کے کسی اور معنی مین بھی آیا ہے یا نہین - بصورت اول - شاہد اس کا خواہ قرآن مجید سے ہو یا احادیث صحیحہ سے یا محاورات عرب یا کتب لغات عرب سے مع حوالہ کتاب تحریر فرمایا جاوے - مگر اقوال تفسیری جو اسی آیت کی ذیل مین لکھے گئے ہین وہ قابل استدلال کے نہین ہو سکتے کیونکہ یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہوا جاتا ہے یعنی وہی دعوے اور وہی دلیل حالانکہ اثبات دعوے مین شاہد اور دلیل کا بجز دعوے کے ہونا ضروری ہے -

جواب طلب قلم دوم - ایسا محاورہ جیسا کہ بل رفعہ اللہ الیہ مین حضرت عیسے کی نسبت فرمایا گیا ہے یعنی حرف الے رفع کے صلہ مین موجود ہو اور اللہ تعالیٰ کیطرف کسی انسان کا رفع بیان کیا جاوے تو ایسے محاورہ سے جسم کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف مراد ہوا ور مقرب کرنا جو رفع روحانی ہے مراد نہ ہوا سکا جواب بھی بحوالہ کذا ئیہ دیا جاوے -

قلم سوم - اللہ تعالے نے جیکہ حضرت عیسے سے مطالبہ کیا یا بموجب قول مخالفین کے قیامت مین کرے گا کہ

ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللہ[1] - تب حضرت عیسے کا جواب اس مطالبہ کے بارہ مین یہ ہوا ہے یا ہو گا کہ **کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم**[2] اس جواب مین حضرت عیسے نے اپنی دو حالتون کا صرف ذکر کیا ہے اول تو اپنی قوم مین زندہ موجود رہنے کی حالت بیان کی جو ما دمت فیہم مین ہے دوسرے اپنی وفات کے بعد کا زمانہ جو فلما توفیتنی مین ہے - اور یہ جواب ان کا جناب باری مین مقبول بھی ہو چکا ہے کیونکہ جناب باری کی طرف سے کوئی جرح اسپر نہین کیا گیا پس اگر حضرت عیسے بموجب آپ کے اعتقاد کے آسمان پر زندہ ہین جسکو عرصہ دو ہزار برس کا تخمیناً ہو گیا - پھر اس جواب مین اس زمانہ کا تذکرہ کیون نہین کیا گیا حالانکہ عقاید شرکیہ اور اتخاذ النصارے کا اسی زمانہ دو ہزار برس مین وقوع مین آچکا ہے اور انہون نے حضرت عیسے اور ان کی مان کو اسی زمانہ مین معبود اور الہ پکڑ لیا ہے اور اسیو جسے قرآن مجید جا بجا نصاریٰ کے ان عقاید شرکیہ کو رد فرما رہا ہے - پس اندرینصورت جواب حضرت عیسے کا بالکل ناقص رہا جاتا ہے جو قابل پذیرائی جناب باری مین ہرگز نہین ہو سکتا اور مزید اسپر یہ ہے کہ بموجب آپ کے اعتقاد کے جب وہ نازل ہونگے تو تمام عیسائیون کو بچشم خود مشرک دیکھ لیوینگے تو پھر یہ جواب حضرت عیسے کا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ سارے تو میری وفات کے بعد مشرک ہوئے تھے اور مین ان کا رقیب و نگہبان نہین تھا پس مین بری الذمہ ہون یہ جواب تو بالکل دروغ اور کذب ہے آپ کے اعتقاد کے بموجب یا تو اللہ کو نعوذ باللہ اس زمانہ دو ہزار برس کی نسبت دھوکہ ہو گیا اور یا قرآن مجید جو با واز بلند عیسائیون کو مشرک قرار دے رہا ہے وہ سب کا سب غلط ہو گیا و نعوذ باللہ منہ لہذا آپ پر فرض و واجب ہے کہ یا تو ان آیتون متضمن سوال و جواب کی توفیق و تطبیق فرما دیجیئے یا ایسے عقیدہ سے توبہ کیجیئے جس سے ایسے مفاسد کلام پاک الٰہی مین لازم آتے ہین -

قلم چہارم جواب طلب ضروری آنحضرت حضرت عیسے کی وفات ادلہ اربعہ شرعیہ سے ثابت ہے اما الکتاب پس واضح ہو کہ قرآن مجید کی تیس آیتون سے حضرت عیسے کی وفات ثابت ہوتی ہے منجملہ انکے ایک آیت یہان پر ذکر کیجاتی ہے

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم

آخر تک - حضرت عیسے کا فریقین کے نزدیک رسول ہونا تو مسلم ہے - کیونکہ قرآن مجید مین متعدد جگہ انکو رسول فرمایا گیا ہے پس وہ بالضرور لفظ الرسل

---

[1] اے عیسے لوگون نے کیا تو نے کہدیا تھا کہ سوائے اللہ کے مجھکو اور میری مان کو معبود بنا لیجیو -

[2] مین ان پر نگہبان تھا جبتک ان مین زندہ رہا اور جب تو نے مجھکو وفات دیدی تو تو ہی انکا نگہبان رہا -

مین داخل مین خصوصاً جبکہ الف لام کا لحاظ بھی کیا جاوے- اور خلت کے معنے بجز مضت کے بیان پر اور کچھ ہو نہین سکتے- کما قال تعالےٰ تلک[1] امۃ قد خلت- ایضاً اتعدانني ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی- ایضاً قال الشاعر

این القرون الخالیہ
کہان ہین تمام امتین جو گذر چکی ہین
بانوا قصورا عالیہ
جنہون نے بڑے بڑے محل بنائے تھے-

علاوہ یہ کہ آیت ماتحن فیہ مین تو خود اللہ تعالےٰ نے بطور تفسیر لفظ خلت کے ارشاد فرمادیا ہے افان مات او قتل اس سے ثابت ہے کہ گذر جانے کی دو ہی صورتین ہین یا تو موت طبعی سے فوت ہو جانا اور یا بذریعہ قتل کے مرجانا- مگر آسمان پر چڑھ جانا خلت کے معنے کہین نہین آئے اور یہی محاورہ اردو فارسی مین بھی موجود ہے کہ فلان آدمی دنیا سے گذر گیا- یعنے مرگیا- شیخ سعدی ایک جگہ فرماتے ہین- ؎ پدر چون دور عمرش منقضی گشت مراین یک نصیحت کرد وبگذشت پس علاوہ آیت فلما توفیتنی کے یہ آیت بھی حضرت عیسےٰ کی موت پر دلالت صریحہ کر رہی کیونکہ لفظ الرسل جمع صیغہ عموم ہے اوسکا کوئی مخصص بیان مین موجود نہین اور نہ حضرت عیسےٰ کا استثنا بیان پر مذکور ہے- تفاسیر مین بھی لفظ الرسل کو عام قرار دیا ہے چنانچہ حاشیہ بیضاوی وغیرہ مین لکھا ہے- لیس رسولنا صلعم مستثنی[2] عن الهلاک والموت کسائر الرسل ویخلوا کما خلوا-

واما اجماع الصحابہ- پس دیکھو صفحہ ۶۴۰ صحیح بخاری اور اس کی شروح کو اور نیز دیگر کتب سیر معتبرہ مثل ملل ونحل شہرستانی وغیرہ کو ہم اس جگہ پر ماحصل قصہ وفات آنحضرت صلعم کا بقدر حاجت کے صحیح بخاری وغیرہ سے اردو مین لکھتے ہین اگر کسی کو اس ماحصل قصہ وفات مین شک ہو تو وہ بخاری اور اسکی شروح کا مطالعہ کرے وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم کا حادثہ وفات واقعہ ہوا تو بروز وفات یہ قصہ پیش آیا کہ حضرت عمر لوگون سے کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت صلعم فوت ہوگئے تو مین اپنی تلوار سے اس کو قتل کر دونگا آنحضرت صلعم فوت نہین ہوئے ہین بلکہ آپ کا رفع ہوا ہے جیسا کہ عیسے بن مریم رفع کئے گئے ہین- یہ عبارت ملل ونحل شہرستانی کی ہے) جو اپنے فن کا ایک بڑا امام ہے- تب حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے عمر بیٹھ تو جاؤ کیا کہتے ہو مگر عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا تب حضرت ابوبکر نے خطبہ پڑھنا شروع کیا تب لوگ ابوبکر کیطرف متوجہ ہوگئے اور عمر کو چھوڑ دیا ابوبکر نے کہا کہ بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ جو شخص تم مین سے محمد صلعم کی پرستش کرتا تھا تو جان لے کہ محمد صلعم تو فوت ہو چکے اور جو تم مین سے اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا ہے- تو بیشک اللہ تعالےٰ زندہ ہے جو کبھی نہین مریگا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ نہین ہین محمد مگر ایک رسول اور ان سے پہلے تمام رسول گذر چکے ہین یہ آیت حضرت ابوبکر نے کلمہ الشاکرین تک پڑھی اور آیت انک میت وانہم میتون بھی پڑھی غرضکہ اس طرح سے تمام رسولون گذشتہ کی وفات ثابت کرکے حضرت صلعم کی وفات ثابت کی اور پھر راوی کہتا ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ لوگ اس آیت سے بیخبر تھے- یعنی ان کو اس آیت سے ذہول ہوگیا تھا- کہ یہ آیت بھی اللہ تعالےٰ نے قرآن مین نازل کی ہے اور ابوبکر کے پڑھنے سے ان کو پتہ لگا پس اس آیت کو کل صحابہ نے ابوبکر سے سیکھ لیا اور کوئی صحابی یا غیر صحابی باقی نہ رہا جو اس آیت کو پڑھتا نہ پھرتا ہو انتہی موضع الحاجت یہ خلاصہ اور ماحصل ہے مختصراً اس عبارت کا جو صحیح بخاری اور اس کی شروح اور ملل ونحل شہرستانی مین موجود ہے اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ جو کوئی کہے گا کہ حضرت صلعم وفات پاگئے تو مین اسکو اپنی تلوار سے قتل کر دونگا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایسے حادثہ جانگزا کے وقت اونکا خیال واجتہاد شاید اسطرف گیا ہو کہ بعض پیشین گوئیون کا پورا ہونا آنحضرت صلعم کی حیات پر موقوف ضروری سمجھتے ہونگے لہذا انکا اجتہاد اسطرف گیا کہ جب تک وہ پیشینگوئیان پوری نہ ہولین تب تک حضرت صلعم کی وفات نہین ہو سکتی لہذا اس اجتہاد سے جو ایسی مصیبت کے وقت کیا گیا- انہون نے آنحضرت صلعم کی حیات کو ایمانیات سے یقین کر لیا اور قول وفات آنحضرت کو ارتداد خیال کیا جو قتل کرنے کے لئے جوش مین آکر فرمادیا- اس قصہ وفات سے بیانیہ ہم چند امور اور بھی بیان کرتے ہین اولاً یہ کہ بانی مبانی اس اجماع کے

[1] وہ ایک امت ہے جو گذر چکی- کیا تم دونون مجھکو وعدہ دیتے ہو کہ مین پھر زندہ ہو کر نکلونگا حالانکہ مجھسے پہلے کی تمام امتین گذر چکین
[2] ہمارے رسول صلعم موت سے جدا نہین ہو سکتے جیسے تمام رسول گذر چکے اوسی طرح یہ بھی گذر جاوینگے بیشک تو بھی مرنیوالا ہے اور وہ بھی مرنیوالے ہین-

الحکم جاری کراتے ہین جو پہلے خریدار نہ ہو
اور حقیقت مین قیمت دینے کی استطاعت
نہ رکھتا ہو۔
اور عـہ سالانہ قیمت دینے والے ہے
شرح سے اخبار جاری کرانے کے علاوہ اس
سے بھی کم قیمت پر ایک اخبار کسی مستحق تنگ
کم استطاعت کے نام جاری کرانے کے مجاز
ہین +

قیمت ہر حال مین پیشگی وصول ہونی چاہیے جو صاحب مطبع کی مرضی کے موافق عندالطلب قیمت دینے کے لیے تیار نہ ہون وہ براہ کرم ہرگز درخواست نہ بھیجین +

نہم۔ تاریخ اشاعت اخبار سے ایک ہفتہ
کے اندر اگر کسی کو اخبار نہ پہونچے تو اطلاع
ملنے پر مطبع بلا قیمت دوسرا اخبار بھیج دیگا
اور ایک ہفتہ کے بعد اطلاع دیئے جانے
پر ۲ آنہ قیمت لیجاوے گی۔
دہم۔ تبدیلی مقام کی اطلاع دینا لازمی ہوگا
ورنہ عدم رسیدی اخبار کی شکایت قابل سماعت
نہین + اخبار کے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت
مین چٹ کا نمبر ضرور دینا چاہیئے +

الحکم مین اشتہارات کی تعداد اور نرخ

۱- الحکم کی تعداد اشاعت - الحکم ساڑھے
پانچسو ہفتہ وار طبع ہوتا ہے اور پانچسو بذریعہ
ڈاک ہندوستان - برما - اور پنجاب کے
حصص مین جاتا ہے اور برٹش افریقہ مین بھی
۲- الحکم مین اشتہارات کا شایع کرنا ایڈیٹر اور
پروپرائیٹر کی ذاتی رائے پر منحصر ہے۔
۳- کوئی اشتہار کسی قدر اجرت پر بھی الحکم
مین شایع نہین ہو سکتا جب تک کہ اسکا
مسودہ ایڈیٹر دیکھ کر اندراج کے لیے اسکو
منظور نہ کرے - جن فقرات یا الفاظ کو وہ قلمزن
کریگا مشتہر پابند ہوگا کہ انکو اپنے اشتہار سے
نکالدے یا ایڈیٹر کی حسب مرضی ترمیم کرے۔
بدون اسکے اشتہار چھپ نہین سکیگا۔
۴- مشتہر کو ایڈیٹر کیساتھ تحریری معاہدہ کرنا
پڑیگا کہ اگر اسکے اخبار پڑھنے والون مین سے
کسی کی شکایت مشتہر کی اشیاء کے متعلق اس
قسم کی آئی کہ وہ اشتہار کے موافق نہین ہے
تو بلا عذر اسکو ایسے شکایت کرنیوالے کو قیمت
واپس دینی ہوگی اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو ایڈیٹر
کو حق ہوگا کہ اسکا اشتہار فی الفور بند کردے
۵- مشتہر کو اخبار بلا قیمت ہرگز نہین ملیگا۔
۶- اشتہار ہمیشہ ضمیمہ کے طور پر شایع ہوگا
۷- اجرت اشتہارات کی ہمیشہ پیشگی لیجاویگی
اس عرصہ کیلیئے جسکا معاہدہ کیا جاویگا۔
۸- کوئی اشتہار تین مہینے سے کم عرصہ کے
لیے نہ لیا جاویگا - اور مہینے مین ایک بار سے
زیادہ بدلا نہ جاویگا۔
۹- اگر اشتہار کسی خاص طرز کا لکھوا کر شایع
کرنا مشتہر کا مقصود ہو تو کاپی خود کرا کر بھیجے
ورنہ مطبع اپنی طرز کا معمولی اشتہار لکھوائیگا۔
۱۰- اجرت ختم ہونے پر بلا اطلاع اشتہار
بند کردیا جاویگا۔
۱۱- اگر ایڈیٹر اور مالک کسی مشتہر سے بعض
وجوہات پر کوئی خاص رعایت کرے تو
دوسرے مشتہر کا حق نہین ہو کہ اس رعایت
سے فایدہ اٹھانے کے لیے ایڈیٹر کو مجبور کرے
۱۲- جب تک دوسرا نرخنامہ شایع نہ ہو الحکم مین
اجرت اشتہارات کی شرح حسب ذیل ہوگی۔

اندازہ جگہ	ایکسال	چھ ماہ	تین ماہ
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۱۳- ایک کالم سے کم کے اشتہار ۴ - فی
سطر کے حساب سے ایک مہینے تک اور اسکے
بعد ۲ آنہ فی سطر کے حساب سے۔
۱۴- حاشیہ طول کی پوری سطر کیلیئے
سالانہ عـہ اور حاشیہ عرض کی پوری سطر
کے لیے سالانہ عـہ روپیہ لیے جاوینگے +
۱۵- اجرت کی کمی بیشی کیلیئے ہرگز ہرگز کوئی خط وکتابت نہ کیجائے
رعایت - جو شخص الحکم کے پورے دو صفحے
اشتہار کے لیے لیگا - اس سے بجائے ۱۰۰ء
کے ۹۰ روپے لیے جاوینگے۔
۱۶- اگر کوئی صاحب الحکم مین اشتہار دینے کے
خواہشمند ہون تو انکا پہلا فرض ہے کہ وہ الحکم کی
شرائط اشتہار کو غور سے پڑھ لین اور پھر اشتہار
دینے کا ارادہ کرین۔
۱۷- ہر قسم کی خط وکتابت اور ترسیل زر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک وایڈیٹر الحکم
کے نام ہونی چاہیئے +

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء
علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے فضل وکرم
سے بہمہ وجوہ تندرست اور اعلائے کلمۃ الحق
مین شب وروز مصروف ہین۔
یہ ہفتہ خدا تعالےٰ کے خاص برکات کا ہفتہ
ہے کئی مبشر الہام ہوئے جو رسالہ دافع البلاء
مین شایع ہوئے ہین +
یہ رسالہ طاعون کے متعلق ایک اشتہار ہے
جو شایع ہوگیا ہے اور الحکم کی کسی اگلی اشاعت
مین بطور ضمیمہ ناظرین کو ملیگا۔
۲- حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب
سلمہ ربہ خدا کے فضل سے خوش وخرم ہین
اور خدمت دین مین ازبس مصروف سلسلہ
عالیہ احمدیہ کی خدمت کا بہت بڑا بوجھ مولوی صاحب
نے محض خدا کے لیے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے
جزاہ اللہ احسن الجزاء۔
۳- حضرت حکیم الامت بھی اللہ تعالےٰ کا
احسان ہے اپنے فیض سے جسمانی اور روحانی
مریضونکو بہرہ ور فرما رہے ہین - قرآن کریم
کا درس حسب معمول ہر روز ہوتا ہے اور
بیمارونکے علاج کے علاوہ مختلف سبق بھی
پڑھاتے ہین اور تفسیر بھی لکھ رہے ہین۔
۴- اس ہفتہ دارالامان مین جناب ڈاکٹر
مرزا یعقوب صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم اور
انکے اثر سے متاثر ہو کر جناب چودھری
محمد سلطان صاحب سابق میر منشی دولت خداداد
۴ افغانستان تشریف لائے چودھری صاحب ایک ذکی اور روشن دماغ نوجوان ہین - باوجود بیرسٹر اور یورپ کے سیاح ہونے کے بالکل سیدھے سادی وضع کے مسلمان ہین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک سلسلہ سے ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ سے اخلاص پیدا
[illegible] فی الحال تشریف لے گئے ہین اور بہت جلد واپس آنیکے وعدہ سے تشریف لے گئے ہین - ڈاکٹر صاحب بھی تشریف لیگئے ڈاکٹر صاحب کی تبدیلی لاہور کے میڈیکل کالج مین اناٹومی کے پروفیسر کی حیثیت سے ہوئی ہے جسکا ذکر ہم پھر کرینگے + ۵ - بیعت کنندگان کے
نام کالم بیعت مین درج ہین + ۶ - اشتہار طاعون کے متعلق چھپ کر شایع ہوگیا ہے رسالہ بعد مین شایع ہوگا +

خلیفہ بلافصل و اول الخلفاء یعنی حضرت صدیق اکبر ہین - اور ایک عظیم الشان رجل یعنی خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم سے بحث مباحثہ ہوکر یہ اجماع منعقد ہوا ہے پس اس اجماع کا مکذب یا منکر جو کوئی ہو اسکا حال آپ لوگون سے ہی استفسار طلب ہے اور فرجع القوم الی قولہ
ثانیاً واضح ہو کہ یہ ایسا اجماع ہے جس سے کوئی متنفس صحابہ مین سے خارج نہین رہا کیونکہ صحیح بخاری مین جملہ فتلقاہا منہ الناس کلہم موجود ہے - اور نیز جملہ

فما اسمع بشراً من الناس الا یتلوہا

بھی مذکور ہے جو بطور نفی و اثبات استثنائی کے حصر کیا گیا ہے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ ایسے حادثہ وفات خاتم النبیین صلعم کے وقت کونسا ایسا صحابی ہوگا جو حاضر نہ ہوا ہو اور پھر اسپر علاوہ یہ کہ قصہ تیاری جیش اسامہ کا بھی وقت وفات کے درپیش تھا -
ثالثاً - یہ کہ یہ اجماع تمام اجماعون سے مقدم منعقد ہوا ہے حتی کہ خلافت راشدہ کے اجماع سے بھی مقدم ہے لہذا بڑی حجت ہے
رابعاً - یہ کہ صحابہ کرام حضرت عمرؓ وغیرہ بسبب اس حادثہ وفات کے جو ایک غم جانگاہ تھا قریب تھا کہ اپنے ہوش و حواس کھو دیوین انکو بذریعہ اس خطبہ عظیم الشان کے حضرت خلیفہ بلافصل نے تعزیت کی اور انکو اس وقت صبر ہوا کہ جب تمام رسولونکا فوت ہو جانا انکو متیقن ہو گیا اگر منجملہ رسولونکے ایک رسول کی حیات بھی اونکے ذہنون مین باقی رہتی تو پھر ان کو اپنے رسول خاتم النبیین کے فوت ہو جانے سے صبر کا آجانا بڑا ہی دشوار ہوتا چنانچہ حضرت حسان نے جو آنحضرت صلعم کی وفات مین مرثیہ پڑھا ہے اسکا ایک شعر یہ ہے

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی تو میری آنکھ کی روشنی کے لیے پتلی تھی - اب تو میری آنکھ اندھی ہوگئی - اب تیرے مرنے کے بعد سب ہی کا مرجانا چاہیئے - جو زندہ بھی ہو وہ بھی مرجاوے مین تو تیری موت ہی کا خوف و حذر کرتا تھا مگر کسی نے حضرت ابوبکر صدیق کے استدلال کے روبرو دم نہ مارا اور سب نے اپنی گردنین کتاب اللہ کے روبرو جھکا دین اگر حضرت عیسےٰ اس استدلال خلیفہ بلافصل سے مستثنی ہوتے تو پھر استدلال صدیقی کو کیونکر صحابہ سب کے سب تسلیم کر لیتے یہ خطبہ صدیقی گویا ایک تعزیت نامہ تھا کل صحابہ و حضرت عمرؓ کے لیے جیسا کہ ہمارے یہان بھی تعزیت مین ایسے الفاظ کہنے کی رسم ہے یعنی جب کوئی عزیز و قریب کسی کا مرجاتا ہے تو اہل میت کو ایسے ہی فقرات تسلی آمیز سے مخاطب کر کر تعزیت کیجاتی ہے کہ بھائی اب صبر کرو دیکھو تمام گذشتہ اکابر اولیا و انبیاء و مرسلین گذر گئے یہ راہ سب کو طے کرنا ہے وغیرہ وغیرہ اور اللہ تعالٰی نے جو اس تعزیت کا کرنے والا حضرت صدیق اکبر کو گردانا اس مین ایک اشارہ لطیفہ یہ بھی تھا کہ خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر ہی ہونگے کیونکہ تسلی اور تسکین دینے والا منجملہ حادثات اسلام مین امیرالمومنین اور خلیفہ ہی ہوا کرتا ہے -
خامساً - ہم یہ بھی بیان کرتے ہین کہ اس اجماع کے مقدم ہونے مین تمام اجماعون سے حتی کہ اجماع خلافت سے بھی سر الٰہی یہ تھا کہ چونکہ خلافت راشدہ نبوت خاتم النبیین کی متفرع ہے ختمیت نبوت آنحضرت صلعم پر اور وجہ خلافت راشدہ کا ختمیت نبوت آنحضرت صلعم سے نمبر دوم پر واقع ہوا ہے لہذا حکمت الٰہی اس امر کے لیے مقتضی ہوئی کہ سب سے اول جو اجماع منعقد ہو وہ ختمیت نبوت پر ہو یعنی یہ کہ سلسلہ خلافت محمدیہ مین اب کوئی نبی نیا یا پرانا زندہ موجود نہین اور تمام سلاسل نبوتون نبی اسرائیل کے ہمارے حضرت صلعم پر ختم ہو چکے اب کوئی نبی نیا یا پرانا اسرائیلی بطور خلافت کے بھی نہین آسکتا کہ وانہم[1] لا یرجعون قول الٰہی ہے -
سادساً - عرض یہ ہے کہ بعد وقوع اس اجماع ختم نبوت کے دوسرے درجہ مین انعقاد اجماع کا خلافت راشدہ کے لیے ہوا کیونکہ خلافت راشدہ فرع نبوت کی تھی اس اجماع مین کسی طرح کا انتظار عیسے یا موسے کے نزول کا نہین کیا گیا بلکہ امت مین سے ایک شخص خاص کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع فوراً واقع ہو گیا اگر کوئی صاحب کسی قدر تاخیر سے اس اجماع مین شریک ہوا تو اوس کا یہ عذر نہین تھا کہ حضرت صلعم لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم فرما گئے ہین جو قرب نزول عیسے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ تمام صحابہ بخوبی سمجھے ہوئے تھے کہ وہ ابن مریم موعود امامکم منکم ہوگا نہ من بنی اسرائیل بلکہ اوس تاخیر شرکت کی وجوہ دیگر تھین جو اپنے محل مین مذکور ہین اور لیوشکن کے معنے یہی ہین کہ اپنی ضرورت کے وقت ابن مریم موعود بہت قریب اور جلد آجاویگا اور ایک روز کی تاخیر بھی نہ ہوگی ..... پس امت مین سے ایک شخص خاص کی خلافت پر اجماع منعقد ہونے مین ایک اشارہ لطیف اسطرف بھی تھا کہ اب قیامت تک خلافت راشدہ نبوت محمدیہ کا سلسلہ اسی امت مین سے ہوتا رہیگا - لا غیر جیسا کہ لفظ منکم اور جملہ کما استخلف الذین من قبلہم اس پر دلالت صریحہ کر رہا ہے کہ خلفاء راشدین اسی امت مین سے ہون گے ہان برکات اور فیوض نبوت کے مظہر خلفاء راشدین بالضرور ہونگے - مگر عین بنی اسرائیل مین سے کوئی نبی نہین آنے کا - اور خاتم الخلفاء کی تو وہ شان ہو گی کہ

[1] بیشک مرے دنیا مین دوبارہ نہین آسکتے
[2] جیسا کہ خلیفہ کیا ہے حضرت موسی کا اول .....

یواطی اسمہ اسمی اما الاحادیث دیکھو رسالہ چہل حدیث مسک العارف کو اور اگر بسبب طوالت کے اوسکو نہ دیکھ سکو تو رقیمۃ الوداد نمبر دوم کیطرف رجوع کرو کیونکہ یہ خط اگرچہ طویل ہوجائیگا تو مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی طوالت موجب آپ کی ملامت کے ہو - واما القیاس واضح ہو کہ اس جگہ پر قیاس اصولین و مجتہدین نہیں ہو سکتا - کیونکہ جبکہ وفات حضرت عیسے کی نصوص کتاب اللہ میں موجود ہے تو پھر قیاس کہاں علاوہ یہ کہ دیگر شرائط قیاس مجتہدین کی بھی یہاں نہیں پائی جاتیں ہاں بپاس خاطر طلبہ مدرس صاحب کے قیاس منطقی ہم یہاں لکھے دیتے ہیں سو واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ہم نے نہایت بسط کے ساتھ شمس بازغہ میں شکل اول بدیہی الانتاج سے حضرت عیسے کی وفات ثابت کردی ہے مگر یہاں پر نہایت اختصار کے ساتھ صرف دو تین سطروں میں شکل اول کو لکھے دیتے ہیں - عیسے بن مریم کان نبیا من الناس الذین کانوا قبل نبینا صلعم ومات الناس الذین کانوا قبلہ کلہم حتی الانبیا فعیسے بن مریم ایضا مات مقدمہ صغرے تو اوس کا مسلم فریقین ہے اور مقدمہ کبرے آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے بھی ثابت ہو چکا اب آپ کی خدمات عالیہ میں گذارش یہ ہے کہ جو مسئلہ آیات کتاب اللہ اور سنت صحیحہ اور نیز اجماع صحابہ اور قیاس استقرائی سے ثابت ہو اس مسئلہ کے مکذب اور منکر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور جس اجماع کے بانی مبانی خلیفہ اول بلا فصل حضرت صدیق اکبر ہوں اس کی تکذیب کرنی رفض میں داخل ہے یا نہیں اور پھر ایسی حیات کہ لایزول ولا یحول دالان کما کان جو صفات مختصہ الٰہیہ سے ہے اور اس کے ماننے میں تائید مذہب باطل عیسائیوں کی بھی لازم آتی ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ عیسائی حضرت عیسے کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور مخالف ہمارے صفات مختصہ الوہیت میں ان کو شریک گردانتے ہیں اب اس مسئلہ کا جواب اگر دینا اپنے مولوی صاحبان سے دلانا آپ پر فرض اور واجب ہے اور حجت الٰہی آپ پر خصوصاً مولوی بدر الحسن صاحب پر پوری ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ سے آپ کو ڈرنا چاہیئے کہ دنیا میں عذاب طاعون بھی نازل ہو رہا ہے - اور جواب ہو تو ترتیب ادلہ کے ساتھ ہو یعنے بمقابلہ آیات کتاب اللہ کے آیات کتاب اللہ ہوں جو منصوص طور پر حیات عیسے پر دلالت کرتی ہوں اور پھر ہماری آیات پیش کردہ اور ان میں توفیق و تطبیق بھی کی جاوے کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ کچھ آیات سے تو حیات ثابت ہوتی ہو اور کسی قدر آیات سے وفات ثابت ہوتی ہو - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا - یعنی اگر قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف سے ہوتا تو پھر اوس میں بڑا اختلاف پاتے + اور حدیث ہو تو ویسی ہی صحیح حدیث ہو جیسے ہم نے پیش کی ہے - اور اجماع صحابہ ہو تو پھر بین الاجماعین توفیق و تطبیق بھی ہو و انّی لہم المنصوص و این لہم الاجماع والاحادیث - بل المبین عندہم حدیث واحد ضعیف ایضا فی ہذا الباب - اور ایسا نہ ہو کہ ہمارے ان ادلہ قاہرہ کے روبرو روایات رطب و یابس یا احادیث ذو الوجوہ یا ضعاف یا اقوال تفسیری پیش کر دیئے جاویں کیونکہ ایسا خلط ملط کرنا والغوا فیہ لعلکم تغلبون یعنی لغو باتیں اس میں خلط ملط کر دو تاکہ تم غالب ہو جاؤ - کا مصداق ہے - جس کو تمام اہل علم اصول جائز نہیں رکھتے - اور نیز واضح ہو کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اس خط میں آپ کا امتحان لیا ہے اگر آپ اس امتحان میں پاس ہوگئے اور جواب خط کا علوم دینیہ دادیہ سے حسب شرائط لکھا تو پھر آپ کو معہ آپ کے ایک خادم کے اپنے پاس سے کرایہ دیکر قادیان میں طلب فرمالیویں گے اور آپ کے تمام شبہات کا قلع قمع کر دیا جاویگا ورنہ پھر آپ کا دعوے علمیت و محدثیت جو آپ اپنی تلامذہ کے روبرو بیٹھ کر کیا کرتے ہیں وہ ہمارے نزدیک کیا وقعت رکھتا ہے ولنعم ما قال سرمد ؎

بر سرمد برہنہ کرامات تہمت است
کشفے کہ ظاہر است درو کشف عورت است

اور آپ کو معلوم ہو کہ ایسے لغویات کیطرف جو آپ اندر و عظوں کے عوام کو سناتے ہیں ایسے عظیم الشان مامور من اللہ کب توجہ کیا کرتے ہیں کہ والذین ہم عن اللغو معرضون اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ - مورخہ ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء -

کتبہ سید محمد احسن از قادیان

دار الامان ضلع گورداسپور

بیعت

محمد عبد الرحمن خانصاحب۔ ساکن سیالکوٹ۔ محلہ نوان۔
نیاز احمد صاحب۔ ساکن جیون جیون۔ چک سکندر ضلع امرتسر
پیر محمد صاحب۔ بہیٹرین ضلع گورداسپور تحصیل و ڈاکخانہ بٹالہ۔
گیمان صاحب۔ تلونڈی ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ
چغتا۔ بہیٹرین ضلع گورداسپور۔ تحصیل بٹالہ۔
محمد رمضان صاحب۔ سندہ ڈاکخانہ کمال ڈیرہ۔
ملو۔ ساکن بہیٹرین ضلع گورداسپور
خیر الدین صاحب۔ "
منشی چراغ الدین صاحب۔ حوالدار پولیس صدر کوتوالی کپورتھلہ
قادر بخش صاحب۔ ساکن مکوڑال ضلع انبالہ تحصیل روپڑ۔
عبد اللہ۔ ایضاً
کریم بخش۔ "
نتھو۔ "
غلام غوث۔ "
ابراہیم۔ "
مسماۃ صاحبی والدہ نتھو "
مسماۃ چندان ہمشیرہ نتھو "
مسماۃ عائشہ بنت نتھو "
الہ بخش۔ "
مسماۃ جیوی زوجہ الہ بخش "
فتح علی۔ "
قادر بخش۔ "
الہ دتا۔ "
مسماۃ رسیمان زوجہ عظیم بخش۔ ایضاً
عائشہ بنت عظیم بخش "
مسماۃ جیوی بنت عظیم بخش۔ "
فاطمہ بنت عمرا۔ "
احمد۔ "

علی محمد۔ مکوڑال ضلع انبالہ
امام الدین "
ولی محمد۔ "
نور محمد۔ "
بنا۔ "
عبد اللہ۔ "
بوٹا۔ "
چنو۔ "
عبد الکریم "
مسماۃ فاطمہ۔ "
شیر محمد۔ ساکن ساؤنکا ضلع لدیانہ۔ تحصیل سمرال
عبد العزیز۔ مکوڑال ضلع انبالہ
مسماۃ فتو بنت جیتا۔ "
مسماۃ رجی۔ ساکن چکل ضلع ہوشیارپور
علم الدین۔ ساکن بوہا ضلع گجرات
مہر دین "
فتح علی۔ "
میران دتا "
عبد الکریم۔ ساکن نورپور ضلع کنگ
شیخ داؤد صاحب۔ "
عبد اللہ صاحب الاتی "
عبد الوہاب۔ "
احمد حسین "
خیر دین حجام ساکن قادیان ضلع گورداسپور
جلال الدین۔ لاہور محلہ حکیمان
لعل دین "
مسماۃ امۃ الرحمن۔ ڈیرہ دون
مسماۃ نصیبن۔ "
فضل الرحمن "
مسماۃ اللہ رکھی "
میاں بھاگ۔ ننگل باغبان ضلع گورداسپور۔ "
میاں یونس۔ "
محمد جمیل "
عبد العزیز۔ "
دین محمد "
محمد اسماعیل۔ "
سید محمود۔ میانی ضلع پشاور

احمد بخش۔ بھنجیا ضلع سیالکوٹ
فضلدین۔ کوٹلی۔ ضلع خوشاب
حکیم محمد اکرام صاحب۔ سامانہ ریاست پٹیالہ۔
اہلیہ حکیم محمد اکرام صاحب
پسر حکیم صاحب موصوف
دختر "
ہمشیرہ "
شریف الحسن۔ ساکن سامانہ مذکور
مرزا مراد بیگ صاحب "
اہلیہ مراد بیگ صاحب "
اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب "
دختر برہان بیگ "
دختر شیخ ہدایت علی "
مولوی فتح دین صاحب ضلع گجرات
حاکم۔ بہیٹرین۔ ضلع گورداسپور
نتھو۔ "
عبد الرشید۔ ریاست کپورتھلہ
عبد الحمید۔ "
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ [illegible] ضلع لاہور۔
مولاداد صاحب۔ "
حاکم خانصاحب "
الہ داد صاحب "
حبیب خان۔ چک ایریچ۔ کشمیر "
مسماۃ وہاب نور۔ "
ابراہیم صاحب۔ شوراپور۔ کنگ "
رسول صاحب "
عبد اللہ صاحب۔ "
غلام نبی صاحب۔ "
عبد اللہ۔ "
عبد الکریم۔ "
شیر محمد۔ بہیٹر ضلع گورداسپور
الہ دتا۔ سری گوبندپور۔ "
فضلدین۔ لوچینا۔ ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ۔
محمد ابراہیم۔ خاص جالندھر حال وکسینیٹر جہلم۔

ایک ضروری خط جو بحکم حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیًا

محبی چراغ الدین صاحب بعد السلام علیکم آنکہ آپکا اشتہار نمبر سوم علاج طاعون حضرت امام الزمان علیہ السلام من اللہ الرحمن جری اللہ فی حلل الانبیاء مہدی معہود و مسیح موعود کی خدمت مبارک مین سنایا گیا۔ حضرۃ اقدس نے چند مضامین مندرجہ اور نیز آپ کی دعاوی مندرجہ بلا ثبوت کو بہت ناپسند فرمایا قطع نظر بے ثبوتی کے آپ نے آداب الرسول کا بھی بالکل پاس و لحاظ نکیا حالانکہ آپ پر فرض اور واجب تہا۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپنے ہمارے ان احباب قدیم اور مخلصین مہاجرین کے تمام حقوق تلف کئے جو قدیم سے فدائے اور جان نثار ہین اور جنکی نسبت براہین وغیرہ مین الہام موجود ہین جیسا کہ صلی اللہ علیک و علی اصحابک ایضاً محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار۔ ایضاً۔ اصحاب الصفہ وما ادرٰک ما اصحاب الصفہ وغیرہ ان تمام مخلصین ناصرین قدیم کے اخلاص و نصرت کو آپنے بالکل پامال کر دیا ہے حالانکہ قرآن مجید مین جا بجا اللہ تعالےٰ سابقون اولون کو ہی فضیلت دیتا ہے۔ لہذا آپکو ان تمام گستاخیون اور بے ادبیون سے ایک توبہ نامہ شائع کرنا فرض ہے اور حضرۃ اقدس کو آپکی نسبت اسی اثنائے مین یہ الہام ذیل بھی ہوئے اول نزل بہ جبیز اور دوسرا الہام اُذیبک مَن یُریبُ یہ الہام ہر دو مندرجہ مین لہذا ضرور بالضرور آپ ایک توبہ نامہ بھیجدین ایسا نہو کہ آپکے تمام اعمال حبط ہو جاوین دیکھو اللہ تعالیٰ آداب الرسول کی نسبت ارشاد فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہٖ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون

بعض اغلاط مندرجہ سے آپکو متنبہ کیا جاتا ہے **اول**۔ جو مضمون آپنے حاشیہ صفحہ ۲۲ مین لکھا ہے کہ مسیحیون اور مسلمانون کے درمیان صلح اور موافقت پیدا کرنیکے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مین واسطہ اور درمیانی مامور کیا گیا ہون آخر تک یہ کل مضمون غلط ہے حق اور باطل مین کیسی صلح نور اور ظلمت مین کیسا اتفاق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ذا بعد الحق الا الضلال یہ مضمون صلح کا مشعر ہے اس امر کو کہ عیسائی بھی کچھ حق پر ہون اور یا کچھ صادق ہون حالانکہ محض کاذب ہین بغیر خالص اسلام قبول کرنیکے ہماری اور ان کی کوئی صلح نہین ہو سکتی ولن ترضٰی عنک الیہود ولا النصارٰی حتی تتبع ملتھم۔ ہمارا فرض منصبی کسر الصلیب ہے نہ کہ جبر الصلیب مذہب صلیبی اور اسلام مین صلح کیونکر ہو سکتی ہے **دوم** انبیاء و مرسلین کی رسالت و نبوت کو آپنے ایک حالت مین محض دعوی قرار دیا ہے حتی کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کو بھی محض دعوی ہی تحریر کیا یہ محض غلط بلکہ کفر ہے آنحضرت صلعم کی حقیقت رسالت پر ہزارون شواہد و براہین ہر آن اور ہر وقت مین موجود رہے مکذبین کے پاس کوئی دلیل و برہان نہیں ہے اسی لئے قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین انکو فرمایا گیا اس احمد کے غلام کے لئے تو صدہا نشان اور خوارق ابتدای بعثت سے ہر وقت مین موجود ہین چہ جائیکہ وہ خاتم النبیین صلعم۔

(۳) صفحہ ۲۳ مین آپنے نشان نمائی کا دعوے بڑے زور سے کیا ہے حالانکہ ابھی تک کوئی نشان ظاہر نہین لم تقولون ما لا تفعلون ایسے دعاوی بیجا سے تائب ہونا چاہئے (۴) صفحہ ۱۲ مین تعدد انبیاء بنی اسرائیل کو اپنے رسول اور نبی ہونے کے لئے دلیل گردانا ہے اس دلیل سے کسی کی رسالت اور نبوت کیا ثابت ہو سکتی ہے کلا و حاشا۔ اور پہر روبرو حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ایسی دعاوی کسقدر موجب گستاخی اور بے ادبی کے ہین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ اپ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ رسول اولوالعزم بھی ہین حضرت اقدس کے جان نثار بیس بائیس سال سے بڑی بڑی تائیدین اور نصرتین کر رہے ہین اور مواقع صعبہ اور ساعت عسرۃ مین انکا اخلاص اور صدق ظاہر ہو چکا ہے اور آپنے چند ایام سے بیعت کی ہے اور آپکو صحبت اقدس سے بھی کچھ فیضیابی حاصل نہیں ہوئی پھر یہ تقدم اور سبقت آپ کو ابھی سے کیونکر حاصل ہو سکتا ہے بقول شخصے کے آمدی و کے پیر شدی۔ یہ جملہ خیالات آپ کے حدیث۔ النفس والقاءات شیطانی ہین ان سے توبہ کرنی چاہئے حضرت یوسف جو خاندانی نبی ہین باپ انکے رسول دادا انکے رسول کریم ابن الکریم ابن الکریم وہ فرماتے ہین وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء اور آپنے تو ابتک کوئی کام اولوالعزمی کا کسی قسم کی اولوالعزمی کا ہو کیا بھی نہین جو آپکو مرید اولوالعزم ہی کہا جاوے (۵) صفحہ ۲۳ مین آپنے اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ دونون رجل جنمین سے آپ ایک اپنے تئین خیال کر رہے ہین افراط و تفریط سے خالی نہیں ہین اور یہ آپکا قول ہے کہ صراط مستقیم سے وہ دونو باہر ہین اگر ایسا کچھ ہے تو صراط مستقیم سے تجاوز کرنیوالے ہمارے ناصر کیونکر ہو سکتے ہین حدیث مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک خط مستقیم کھینچکر اس کے دونون طرف دیگر خطوط آڑے ٹیڑے کھینچے اور فرمایا یہ خط مستقیم میرا صراط مستقیم ہے اور باقی خطوط شیطانی راستے ہین پس جو کوئی شخص افراط و تفریط کی راہ مین پڑیگا وہ ہمارا ناصر نائب کیونکر ہو سکتا ہے (۶) صفحہ ۱ مین آپ لکھتے ہین کہ کل برکات جو مامور من اللہ کے لئے ہوتے ہین مجھکو حاصل ہین۔ آپ سے کونسے برکات کا ظہور ہوا ہے خود آپ کی

بستی جس مین آپ سکونت رکھتے ہین طاعون سے ہلاک ہو گئی غرضیکہ ایسے دعاوی بے ثبوت سے جماعت کو سوائے ابتلاء کے اور کیا نتیجہ پہونچ سکتا ہے (۷) آپنے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے ایسے مخفی راز ہین جو اب تک دنیا سے مخفی ہین میرے ہاتھ پر ظاہر ہونگے لیکن قبل از ظہور یہ تمام دعاوی محض شطحیات اور لغویات سے ہین ہماری مجلس مین جو علماء فحول اور مفسرین کلام اللہ و کلام الرسول حاضر رہتے ہین ان کے نزدیک ایسے دعاوی بے ثبوت کیونکر حیز قبول مین جگہ پکڑ سکتے ہین (۸) دو جگہ پر آپنے اشعار اردو و فارسی مین لکھے ہین وہ بیچ سب خلاف محاورہ ساقط الاوزان ہین جن مین زحافات اور دیگر نقائص علم عروض و قوافی موجود ہین اور مضمون بھی اونکا محض خلاف نفس الامر ہے اس مجلس علماء فحول مین کیونکر پسند ہو سکتے ہین (۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپنے ایک طویل مضمون مین احیاء جسمانی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اور حضرت عیسیٰ کو اوس کے ساتھ مخصوص کیا ہے یہ بھی بالکل غلط اور کفر ہے حضرت عیسیٰ مین وہ کونسا احیاء جسمانی تھا جو ہمارے حضرت صلعم مین نہ تھا (۱۰) قرآن و انجیل مرجہ کی موافقت کا وہ کونسا راز ہے جو آپ پر منکشف کیا گیا ہے یہ دعوی بھی محض بے ثبوت ہے غرضکہ مختصر طور پر آپکو آپکی چند اغلاط سے مطلع کیا گیا۔ اور آپکی خدمت مین پھر مکرر عرض ہے کہ آپکا یا کسی کا یہ دعوی ماموریت یا رسالت کا بغیر صدور اس عالی حضرت اقدس کے ہرگز ہرگز درست نہین ہو سکتا۔ جب تک خود حضرۃ امام الزمان جری اللہ فی حلل الانبیاء آپ کو امر فرما کر مامور بہ نیابت مقرر نفرما دین کیونکہ درصورت موجود ہوتے منیب کے کوئی شخص بغیر منیب کے قائم کئے ہوئے خود بخود مامور من اللہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ چراغ پیش آفتاب قدرے ندارد۔ اسپر علاوہ یہ کہ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسیے مستقل مامور من اللہ ہین کہ تمام برکات جو مامور من اللہ مین ہوا کرتے ہین وہ بہ تمام و کمال آپ مین موجود ہین۔ بھلا اور برکات تو رہنے دیجئے یہان صرف ایک ہی برکت کا ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرۃ اقدس علیہ السلام نے اس زمانہ مین جو قلم کی لڑائی کا زمانہ ہے متعدد کتابین زبان عربی فصیح و بلیغ مین متضمن حقائق و معارف قرآنی نظم و نثر مین مرقوم فرما کر اعجاز بلاغت محمدیہ کی تجدید فرما دی ہے کیونکہ اس قرن مین صرف قلم کی لڑائی ہے۔ اس برکت اعجازی کی سخت ضرورت تھی کہ اس اعجاز محمدی کی بھی تجدید کی جاوے۔ اسلئے آپ کوئی ایک ہی کتاب یا رسالہ بھی تمامہ عربی فصیح و بلیغ مین معارف و حقائق قرآنی کے نظم و نثر مین تحریر فرما دیجئے تاکہ ثابت ہو کہ حقائق اور معارف قرآنی جو زبان عربی مبین مین ہین آپکو کیفیت حاصل ہین مگر جب کہ آپ زبان عربی سے محض ناآشنا ہین اور نہ بطور رسمی کے آپکو زبان عربی کی تعلیم ہوئی ہے تو پھر آپ حقائق و معارف قرآنی کیونکر جان سکتے ہین پھر آپکا یہ دعوی ماموریت و رسالت جو بغیر صدور امر عالی حضرت اقدس کے آپنے مستقل طور پر کیا ہے کیسا سراپا غلط ہی ہے بیت۔ ہر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف۔ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی۔ اور نہین تو آپ اپنے انہین رسائل کو عربی فصیح و بلیغ مین قدرے نثر و قدرے نظم تحریر کیجئے تاکہ صرف آپکی قرآن دانی جو ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے ثابت ہو ورنہ ایسے دعاوی بے ہودہ سے توبہ کیجئے اور جو رسائل آپنے تحریر فرمائے ہین وہ تو ہر ایک ادنی خادم خدام حضرۃ اقدس مین سے تحریر کر سکتا ہے۔ چہ جائیکہ اون خدام کے جو علماء فحول جامع علوم کتاب اللہ و سنت رسول حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے زیر اقدام پڑے ہوئے ہین مگر افسوس کہ زبان اردو و فارسی کے اشعار جو آپنے نمبر سوم مین لکھے ہین وہ بھی ایسے بے محاورہ و ساقط الاوزان ہین جنپر اطفال مکتب بھی مضحکہ اڑاتے ہین اگرچہ بحکم الحق مر کے یہ نصیحت جو بحکم حضرۃ اقدس کے آپکو لکھی گئی ہے آپکو تلخ معلوم ہوگی مگر محض نصحاً للہ و لرسولہ و للمومنین خالصاً للہ آپکو لکھی گئی۔ وہ نسخ ہو کہ آپکے اشتہاروں کے سبب سے کوئی نصرت اس سلسلہ الٰہیہ کے لئے نہیں ہو سکتی بلکہ ضرر اس کا نفع سے زیادہ متصور ہے آپ امتحان کر دیکھئے کہ اس اپنی نصرت خیالی سے آپ معطل ہو جاوین اور پھر دیکھین کہ ترقی اس سلسلہ الٰہیہ کی کیسے بین طور پر ہوتی ہے اور پھر کسی اپنی نصرت کا بھی تو آپنے اظہار کیا ہوتا کہ جس کی وجہ سے آپ اپنے تئین ناصر خیال کر رہے ہین۔ کیا یہی نصرت ہوتی ہے کہ حضرۃ خاتم النبیین و سید المرسلین صلعم کو۔ جنکی شان ہی و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین و کان فضل اللہ علیک عظیما۔ انکو حضرۃ عیسیٰ کی نسبت جنکی شان فقط رسولا الی بنی اسرائیل ہے اعجاز احیاء جسمانی سے مستثنیٰ کر دیا۔ مذہب صلیبی اور اسلام مین صلح کرانیکو مستعد ہوئے۔ مشرق النور اور مغرب النور کو ایک کرنا چاہا الاسلام نور و الکفر ظلمہ مین صلح کرانی چاہی۔ حضرت اقدس فرماتے ہین کہ ہم خاتم النبیین و سید المرسلین صلعم کو تمام انبیاؤن سے افضل اعتقاد رکھتے ہین اور اسی مقصد کے لئے ہماری بعثت ہے۔ آپ ہماری صلح ایسے لوگون کے ساتھ کرانی چاہتے ہین جو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب اعتقاد کرتے ہین اللہ تعالے تو فرماوے کہ قالوا اتخذ الرحمٰن ولدا تکاد السمٰوات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا اور میان چراغدین ایسے قائلین سے ہماری صلح کیواسطے مامور ہوں۔ **نکتہ لطیفہ**۔ حضرۃ اقدس کا الہام شب کو بوقت چاند گرہن کے جو ہوا ہے کہ اذیب من یریب اس مین چند سر ہین اول آنکہ اللہ تعالے اپنے اس الہام مین جو مین وقت خسوف کے ہوا اشارہ فرماتا ہے کہ میرا یہ قول یعنی الہام اور یہ فعل یعنی خسوف دونون باہم مطابق ہین یعنی جسطرح چہرہ مین قمر کو حالت خسوف مین لا رہا ہوں اوسیطرح جو شخص انکار یا دعوی تساوی اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کا کریگا اگرچہ وہ مثل قمر کے روشن اور منور بھی ہو تب بھی مین اسکے نور کو معدوم کر دونگا فطابق القول بالفعل و الفعل بالقول۔ ثانیا آنکہ چراغ دین نے اپنے اشتہار نمبر دو صفحہ تین کے حاشیہ مین طول لاطائل کر کر اپنے ناظر در مامور من اللہ ہونے پر آیت کریمہ خسوف و کسوف یعنی و اذا برق البصر و خسف القمر و جمع الشمس و القمر سے بے ہودہ استدلال کیا ہے۔ لہذا حکمت الٰہی مقتضی ہوئی اس امر کے لئے کہ خاص خسوف قمر ہی کیوقت اسکی تمام بیہودہ استدلال کو حضرۃ اقدس پر یہ الہام نازل فرما کر باطل کر دیا جاوے کہ اذیب من یریب ثالثاً چونکہ بعض احباب نے اسوجہ سے کہ یہ شخص جماعت احمدیہ سے ہی خیال کر لیا تھا کہ چراغدین بھی

صم م ان تحبط اعمالکم کے۔ جو آیت مذکورہ مین سابق گذر چکا و نعم ما قیل نے آنکس ست اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست

کتبہ سید محمد احسن از قادیان

کلماتِ طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

عیسائی چونکہ لعنت کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف تھے اسلیئے مسیح کو ملعون قرار دیتے وقت انہون نے کچھ نہین سوچا کہ اسکا انجام آخر کیا ہوگا؟ علاوہ برین چونکہ عربی سے انہین بغض تھا اس لیے عبرانی مین بھی پوری مہارت حاصل نہ کرسکے یہ دونون زبانین ایک ہی درخت کی شاخین ہین اور عربی جاننے والے کے لیے عبرانی کا پڑھنا سہل تر ہے۔ مگر عیسائی بوجہ بغض عبرانی لغت سے بھی فایدہ نہ اٹھا سکے۔

لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ... کوئی خدا تعالے سے سخت بیزار ہوجاوے اور خدا تعالے اس سے بیزار ہوجاوے۔ عیسائیونکے اپنے مطبع کی چھپی ہوئی لغت کی کتابین جو بیروت سے آئی ہین۔ ان مین بھی لعنت کے یہی معنے لکھے ہوئے ہین۔ اور لعین شیطان کو کہتے ہین مجھے ان لوگون کی سمجھ پر سخت افسوس آتا ہے کہ انہون نے اپنے مطلب کیخاطر ایک عظیم الشان نبی کی سخت بے حرمتی کی ہے اور اسکو لعین ٹھیرایا ہے اور انہون نے اسپر کچھ بھی توجہ نہین کی کہ لعنت کا تعلق دل سے ہوتا ہے جب تک دل خدا سے برگشتہ نہوئے ملعون نہین ہوسکتا۔ اب کسی عیسائی سے پوچھو کہ کیا عربی اور عبرانی لغت مین لعنت کے یہ معنی متفق علیہ ہین یا نہین؟ پھر اگر دل مین شرارت اور ہٹ دھرمی نہین ہے اور محض خدا تعالے کی رضا کے لیے ایک مذہب کو لینا کیا جاتا ہے تو کیا ایک لعنت ہی کا مفہوم عیسائی مذہب کے استیصال کے لیے کافی نہین ہے؟ اول غور کرو کہ جب یہ بات مسلم تھی اور پہلے توریت مین کہا گیا تھا کہ وہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا لعنتی ہے اور وہ کاذب ہے تو بتاؤ جو خود ملعون اور کاذب ٹھیر گیا وہ دوسرون کی شفاعت کیا کرے گا؟

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

مین سچ کہتا ہون کہ جب سے ان عیسائیون نے خدا کو چھوڑکر الوہیت کا تاج ایک عاجز انسان کے سر پر رکھدیا ہے۔ اندھے ہوگئے ہین ان کو کچھ دکھائی نہین دیتا۔ ایک طرف اسے خدا بناتے ہین دوسری طرف صلیب پر چڑھا کر لعنتی ٹھیراتے ہین اور پھر تین دن کے لیے ہاویہ مین بھی بھیجتے ہین۔ کیا وہ دوزخ مین دوزخیون کو نصیحت کرنے گئے تھے یا ان کے لیے وہان جاکر کفارہ ہونا تھا؟

مختصر یہ کہ اس قسم کے فساد موجود ہین اب اصل مطلب یہ ہے کہ یہی نہین بلکہ کوئی بھی اخلاقی حالت مسیح کی ثابت نہین ہے صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سہارے سے مانا گیا ہے اگر انجیل کی بنا پر ہی ماننا پڑتا تو پھر ان مشکلات مین پڑکر کون تسلیم کرسکتا ہے؟ عیسائیون نے اور انجیل نے تو اور بھی داغ لگائے ہین۔ یہودی جس قسم کے الزام لگاتے ہین ان کے تو بیان کرنے سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے یہ دلیر قوم تو اس کی ماں کو بھی متہم کرتی ہے۔ ایک اور خطرناک معاملہ ہے جسکا جواب عیسائیونکے پاس ہرگز نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ مریم کی ماں نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور تارک رہے گی نکاح نہ کریگی اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ مین ہیکل کی خدمت کرون گی باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت پڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا۔ ان تاریخون مین جو یہودی مصنفون نے لکھی ہین۔ اور باتونکو چھوڑکر بھی اگر دیکھا جاوے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کرلے اور اسرائیلی بزرگون نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہین نکاح کرنا ہوگا اب اس واقعہ کو مدنظر رکھکر دیکھو کسقدر اعتراض واقع ہوتے ہین۔

اول جب عہد باندھا گیا تھا تو پھر خدا کی ماں اور نانی نے اپنے عہد کو کیون توڑا؟

دوم جبکہ عیسائیونکے نزدیک کثرت ازدواج زناکاری ہے تو وہ اسکا کیا جواب دیتے ہین کہ یوسف کی پہلی بیوی بھی تھی اور مریم دوسری بیوی تھی؟ کیا وہ اپنے آپ یہ الزام اپنی مقدس کنواری پر قایم نہین کرتے؟

سوم۔ جبکہ حمل ہوچکا تھا پھر حمل مین نکاح کیون کیا گیا۔؟

یہ تین زبردست اعتراض ہین۔ جو اسپر ہوتے ہین۔ اور باتونکو اگر چھوڑ دیا جاوے مثلاً یہ کہ جب فرشتہ نے مریم کو بشارت دی تھی کہ تیرے پیٹ مین خدا آتا ہے تو اسے چاہیئے تھا کہ شور مچا دیتی اور دنیا کو آگاہ کرتی کہ خدا کا استقبال کرنے کو تیار ہوجاؤ وہ میرے پیٹ سے پیدا ہوگا۔ پھر اس کو چھپایا کیون گیا۔ ہم اس قسم کے اعتراضونکو سردست چھوڑ دیتے ہین لیکن جو تین بڑے اعتراض اوپر کیے گئے ہین انکا جواب عیسائیون کے پاس حقیقت مین کچھ بھی نہین ہے۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مریم کو ہیکل مین پیٹ ہوگیا تھا اور مریم نے یہ سمجھا کہ لوگون کو اگر بتایا گیا کہ مجھے فرشتہ نے آکر بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی ہے تو لوگ ٹھٹھا کرینگے۔ اور کہین گے کہ اس کو بیاہ کے خواب آتے ہین۔ کوئی بدکار ٹھیرائے گا۔ لیکن جب پیٹ چھپ نہ سکا۔ اور چرچا ہونے لگا تو آخر سب کو فکر پڑی اگر پہلے سے بتا دیتی جب فرشتہ نے آکر کہا تھا تو شاید اسقدر شور نہ ہوتا۔

لیکن انہون نے یہی سمجھا کہ اسوقت اگر بتایا تو یہی کہین گے کہ خداوند مانگتی ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اگر کنواری لڑکی ذرا سا بھی کوئی ذکر کر بیٹھے تو لوگ اس کی نسبت یہی نتیجہ نکال لیتے ہین۔ پس وہ ڈرتی رہی اور یہی اس نے سوچا کہ خاموش رہون۔ لیکن چار پانچ مہینے کے بعد جب پیٹ بڑھا اور پردہ نہ رہ سکا۔ تو پھر رہا نہ گیا تو ہیکل کے بزرگون کو بخوبی معلوم ہوگیا کہ مریم حاملہ ہے اور انہین فکر پیدا ہوئی اور جیسا کہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی شریف خاندان کی کوئی لڑکی حاملہ ہوجاوے تو جھٹ پٹ اسکا نکاح کردیتے ہین تا کہ ناک نہ کٹ جاوے ان بزرگونکو بھی یہی فکر پیدا ہوئی کیونکہ وہ اصل واقعہ سے بالکل بے خبر اور ناآشنا تھے اسلیے انہون نے ان باتون کی ذرا بھی پروا نہ کی کہ اس نکاح سے عہد شکنی کا ارتکاب ہوگا یا دوسری شادی کی وجہ سے بقول یسوع مسیح یہ زناکاری ٹھیرے گی یا حاملہ کا نکاح کرنا جایز نہین ہے۔

عزیزون نے بھی سمجھا کہ اگر اب خاموشی کی گئی اور نکاح نہ کیا گیا تو ناک کٹ جایگی اسلیئے یہ نکاح کردیا گیا جس پر اسقدر اعتراض ہوتے ہین۔

مگر غور طلب . . سوال یہ ہے کہ ان انجیل نویسون نے اس واقعہ پر کیون دیانت داری کے ساتھ روشنی نہین ڈالی یہ دیانت داری کے خلاف ہے ایک جگہ ایک انجیل نویس لکھتا ہے۔ کہ یسوع نے اسقدر کام کیئے کہ اگر وہ لکھے جاتے تو دنیا مین نہ سما سکتے مگر اس عقلمند کی سمجھ پر افسوس آتا ہے کہ اس ایک ہی جملہ نے انجیل کی ساری حقیقت کھولدی کہ اس مین جو کچھ لکھا گیا ہے ایسی ہی مبالغہ آمیز باتین ہین کیونکہ یہ کیسی ہنسی کی بات ہے کہ جو کام تین برس مین ہو سکتے ہین وہ دنیا مین نہین سما سکتے جب محدود زمانہ مین سما گئے تو پھر مکانی طور پر کیون محدود نہین ہو سکتے؟

اس قسم کے ردی مواد سے سے بھرا ہوا عیسائی مذہب کا پھوڑا ہے۔ پھوڑون کے پھوٹنے کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ نصرانی مذہب بھی ایک پھوڑا ہے جو اندر پیپ سے بھرا ہوا ہے اس لیئے باہر سے چمکتا ہے مگر اب وقت آگیا ہے کہ یہ ٹوٹ جاوے اور اس کی اندرونی غلاظت ظاہر ہوجاوے۔

ابھی سکھونکا زمانہ گذرا ہے جس مین شائستگی بالکل جاتی رہی تھی عالم باعمل نہ رہے تھے اگر کسی کو شبہات پڑتے اور وہ سوال کرتا تو اس کو واجب القتل ہونے کا فتوے دیا جاتا یہ زمانہ ایسا ہی ہو گیا تھا مگر اب خدا تعالے نے فضل کیا کہ ایک مہذب اور شائستہ۔ علم دوست گورنمنٹ کو ہم پر حکمران کیا جس نے عدل اور انصاف کے ساتھ حکومت کرنی چاہی ہے اور مذہبی آزادی کی برکت سے ساری قومون کو مستفید کیا اب وہ وقت آگیا ہے کہ مذہب کے متعلق سوال کرنے والون سے کوئی سختی نہین کی جاتی اور ہر ایک سایل کو جواب دیا جاتا ہے جب زمانہ نے اس قسم کی ترقی کی اور اشاعت حق کے سارے سامان اور ذریعے پیدا ہوگئے۔ تو اللہ تعالے نے اسلام کو کل امتون پر غالب کرنے کے لیے مجھے مامور کرکے بھیجا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب دنیا مین بھیجا تھا۔ اس وقت کل تری خشکی فساد سے بھر چکی تھی آپ نے آکر بہت سے بگڑے ہوؤن کو بنادیا یہ بات سرسری نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل نہین ہے بلکہ اس مین بڑے بڑے حقایق ہین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بزرگی کا پتہ لگتا ہے کیونکہ بجز اعلے درجہ کے مقدس۔ راست بازکے کوئی دوسرے کو درست نہین کر سکتا جس کی اپنی قوت قدسی کمال کے درجہ پر نہ پہونچی ہوئی ہو۔ اور ایسی قوت اس مین پیدا نہ ہوچکی ہو جو ساری ناپاکیون کے اثر کو زایل کردے وہ دوسرون کو درست نہین کرسکتا یون تو ہر ایک نبی نے اپنے اپنے وقت مین اپنی قوم کی اصلاح کی اور اسکو درست کیا مگر جس شان اور مرتبہ کی اصلاح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اسکو کسی اور کی اصلاح نہین پہونچ سکتی + بلکہ اسکے مقابل مین دوسری اصلاحین ہیچ نظر آتی ہین حضرت موسے علیہ السلام اپنی ٹیڑھی قوم کو پورے طور سے درست نہ کرسکے اور حضرت مسیح چند حواریون کی سچی تبدیلی نہ کرسکے اسلیئے جب اس مقابلہ مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ایک ہی ہے جس نے لاکھون کروڑون مردون کو زندہ کیا محی اگر ہے تو وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہے جھوٹے ہین وہ لوگ جو کہتے ہین کہ مسیح مردے زندہ کیا کرتا تھا جس نے اپنے چند حواری بھی زندہ نہ کئے ان کے پاس ہمیشہ مردے ہی رہے۔ مین ہمیشہ حیران ہوا کرتا ہون اور حقیقت مین یہ حیران ہونے کی بات ہے کہ وہ حیات کیسی ہے جسکے ساتھ فنا لگی ہوئی ہے۔ یہ مسئلہ ہی غلط ہے جو کہے کہ فلان شخص زندہ کرتا ہے اگر زندہ کرنیکا

مفہوم مرادو مطلوب نہ ہوتا تو خدا تعالے کیون فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت فرماتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ محاورہ ہی اور ہے ورنہ اس سے تو تناقض لازم آتا ہے کہ ایک طرف کہے کہ زندہ نہین ہوتا اور دوسری طرف کہدے کہ زندہ ہو جاتا ہے۔

اگر مسیح سچ مچ مردہ زندہ کرتا تھا تو قرآن شریف ضرور اس کی نسبت فرماتا کہ یحیی المتوفی۔ کیونکہ توفی کا لفظ وہان آتا ہے جہان قبض روح ہو۔ موت تو اس سے پہلے بھی آسکتی ہے۔ اور توفی کا لفظ اِسلیئے استعمال کیا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جاوے کہ مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے جو اللہ تعالے کے قبضہ مین آجاتی ہے۔

کسقدر حیرت اور افسوس کی جگہ ہے کہ معجزات مسیح پر بحث کرتے ہوئے لوگ پوری توجہ نہین کرتے قرآن کریم کو اگر غور سے پڑھ لیتے اور سنت اللہ پر نظر کرتے تو یہ مسئلہ سمجھ مین آجاتا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔

صحیح تاریخ ایک عمدہ علم ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہر نبی کے معجزات اس رنگ کے ہوتے ہین جس کا چرچا اور زور اسکے وقت مین ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سحر کا بہت بڑا زور تھا اس لیے انکو جو معجزہ دیا گیا وہ ایسا تھا کہ اس نے ان کے سحر کو باطل کر دیا۔ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین فصاحت بلاغت کا زور تھا اِسلیئے آپکو قرآن کریم بھی ایک معجزہ اسی رنگ کا ملا۔ یہ رنگ اسی لئے اختیار کیا کہ شعرا جادو بیان سمجھے جاتے تھے اور ان کی زبان مین اتنا اثر تھا کہ وہ جو چاہتے تھے چند شعر پڑھ کر کرا لیتے تھے۔ جیسے آجکل جوش دلانی کے لیے انگریزون نے باجا رکھا ہوا ہے ان کے پاس زبان تھی جو دلیری اور حوصلہ پیدا کر دیتی تھی ہر حربہ مین وہ شعر سے کام لیتے تھے اور فی کل واد یہیمون کے مصداق تھے۔ اس لیئے اسوقت ضروری تھا کہ خدا تعالے اپنا کلام بھیجتا۔ پس خدا تعالے نے اپنا کلام نازل فرمایا اور اسی کلام کے رنگ مین اپنا معجزہ پیش کر دیا جبکہ انکو مخاطب کرکے کہدیا کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علے عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الایۃ۔ تم جو اپنی زباندانی کا دم مارتے اور لاف زنی کرتے ہو اگر کوئی قوت اور حوصلہ ہے تو اس کلام کے معجزہ کے بقابل کچھ پیش کرکے دکھاؤ لیکن باوجود اسکے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر کچھ نہ بنایا (خصوصاً ایسی حالت مین کہ جب تحدی کر دی گئی ہے کہ تم ہرگز ہرگز بنا نہ سکوگے) تو ملزم ہو کر ذلیل ہو جائینگے پھر بھی وہ کچھ پیش نہ کر سکے اگر وہ کچھ بناتے اور پیش کرتے تو صحیح تاریخ ضرور شہادت دیتی مگر کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ کسی نے کچھ بنایا ہو۔ پس خدا تعالے نے اسوقت اسی رنگ کا معجزہ دکھایا تھا۔ الغرض یہود ون مین سلب امراض کا نسخہ چلا آتا تھا۔ ہندوؤن مین بھی ہے مسلمانون مین بھی ہے عیسائیون مین بھی ہے بلکہ انگریزون مین تو آج کل یہ علم بہت ترقی کر گیا ہے اس سے نبوت کا ثبوت نہین ہوتا اور نہ نبوت سے اسکو کوئی تعلق ہے۔ کیونکہ یہ صرف مشق پر موقوف ہے اور ہر شخص جو مشق کرے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان عیسائی ہو یا دہریہ غرض کوئی بھی ہو وہ مشق کرنے سے اس مین مہارت پیدا کر سکتا ہے اِسلئے اس سلب امراض کو نبوت سے کوئی تعلق نہین ہے بلکہ یہ ایک عام بات ہے تو حضرت مسیح کے وقت مین چونکہ اسکا زور تھا اللہ تعالے نے اسی رنگ کا معجزہ حضرت مسیح کو دیدیا۔ یہ خاصیت ہر انسان مین موجود ہے کہ وہ توجہ کرتا ہے توجہ کرنے کے ساتھ ایک چیز اسکے دل سے اٹھکر پڑتی ہے چنانچہ مسیح نے کہا کہ کس نے مجھے چھوا ہے کہ میری قوت نکلی ہے۔ سلب امراض والے بھی یہی کہتے ہین۔

مختصر یہ کہ مسیح کے معجزات اس رنگ مین آکر بہت ہی کمزور اور ضعیف ہو جاتے ہین اسکے علاوہ مسیح کے معجزات پر ایک اور بڑا اعتراض بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انجیل مین لکھا ہے کہ ایک تالاب ایسا تھا کہ لوگ اسکے پانی کے ہلنے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ باقی آیندہ۔

ڈائیری

(از مفتی محمد صادق صاحب)

۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء بعد از مغرب - فرمایا (طاعون کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہین کہ اکثر غریب مرتے ہین اور امرا اور ہمارے بڑے بڑے مخالف ابھی تک بچے ہوئے ہین لیکن سنت اللہ یہی ہے کہ آئمۃ الکفر آخیر مین پکڑے جایا کرتے ہین۔ چنانچہ حضرت موسے کے وقت جسقدر عذاب پہلے نازل ہوئے ان سب مین فرعون بچا رہا چنانچہ قرآن شریف مین بھی آیا کہ نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا یعنی ابتدا عوام سے ہوتا ہے اور پھر خواص پکڑے جاتے ہین اور بعض کے بچانے مین اللہ تعالے کی یہ حکمت بھی ہوتی ہے کہ انہون نے آخر مین توبہ کرنی ہوتی ہے یا ان کی اولاد مین سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے)

فرمایا (کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیا مین پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم مین ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر

ہم کو عطا کئے گئے۔ اور اسی لیے ہمارا
نام آدم ابراہیم موسے نوح - داؤد
یوسف سلیمان یحیٰ عیسے وغیرہ ہے -
چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اسواسطے ہے کہ
حضرت ابراہیم ایسے مقام مین پیدا
ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ
بت پرست تھے اور اب بھی لوگون کا
یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی
بتون کی پرستش مین مصروف ہین
اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہین پہلے
تمام انبیا ظل تھے نبی کریم کی خاص
خاص صفات مین اور اب ہم ان
تمام صفات مین نبی کریم کے ظل ہین
مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

نام احمد نام جملہ انبیا است
چون بیامد صد نود ہم پیش ماست

نبی کریم نے گویا سب لوگون سے چندہ
وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے
مقامات اور حالات پر رہے پر نبی کریم
کے پاس کروڑون روپئے ہو گئے۔

فرمایا (معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر
طوفان وبا مین یہ ہندوؤن کی قوم بھی
اسلام کیطرف توجہ کرے - چنانچہ جب
ہم نے باہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی
تو ایک ہندو نے ہمکو آکر کہا تھا کہ ہم تو
قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس
باہر رہا کرینگے اور نیز دو دفعہ ہم نے
رویا مین دیکھا کہ بہت سے ہندو
ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے
ہین اور کہتے ہین کہ یہ اوتار ہین اور
کرشن ہین اور ہمارے آگے نذرین
دیتے ہین - اور ایک دفعہ الہام ہوا
ہے کہ کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو
تیری استتی گیتا مین موجود ہے
لفظ رودر کے معنے نذیر اور گوپال کے
معنے بشیر کے ہین)

فرمایا - (عیسائیون نے جو شور مچایا ہوا تھا
کہ عیسے مردون کو زندہ کرتا تھا اور وہ
خدا تھا - اسواسطے غیرت الہی نے
جوش مارا کہ دنیا مین طاعون پھیلیگا اور
ہمارے مقام کو بچائے تاکہ لوگون پر
ثابت ہو جائے کہ امت محمدی کا کیا
شان ہے کہ احمد کے ایک غلام کی
اس قدر عزت ہے اگر عیسے مردون کو
زندہ کرتا تھا تو عیسائیون کے مقامات
کو اس بلا سے بچائے اسوقت غیرت
الہی جوش مین ہے تاکہ عیسے کا کسر
شان ہو جسکو خدا بنایا گیا ہے ؎

چہ خوش ترانہ زد این مطرب مقام شناس
کہ درمیان غزل قول آشنا آورد

قرآن شریف اور احادیث مین جو حضرت
عیسے کے نیک اور معصوم ہونے کا
ذکر ہے اس سے یہ مطلب نہین کہ
دوسرا کوئی نیک یا معصوم نہین بلکہ
قرآن شریف اور حدیث نے ضرورتاً
یہود کے منہ کو بند کرنے کے لیے یہ
فقرے بولے ہین کیونکہ یہود نعوذ باللہ
مریم کو زناکار عورت اور حضرت عیسے
کو ولد الزنا کہتے تھے اسلیئے قرآن شریف
نے انکا ذب کیا ہے کہ وہ ایسا کہنے
سے باز آوین)

فرمایا (حضرت رسول کریم کے ہزارون
جسمانی برکات بھی تھے - آپ کے
جسم سے بعد وفات آپکے لوگ برکات
چاہتے تھے بیماریون مین لوگون کو
شفا دیتے تھے اور بارش نہ ہوتی تو
دعا کرتے تھے اور بارش ہو جاتی
تھی - ایک لاکھ سے زیادہ آپ کے
اصحابی تھے جنہوں کی جسمانی تکلیفات
آپ کی دعاؤن سے دور ہو جاتی
تھین - عیسے کو نبی کریم کے ساتھ
کیا نسبت ہو سکتی ہے جس کے
ساتھ چند آدمی تھے اور انکا حال
بھی انجیلون سے ظاہر ہے کہ وہ
کس مرتبہ روحانیت کے تھے -)

فرمایا (ابوجہل اس امت کا فرعون
تھا کیونکہ اس نے بھی نبی کریم کی
چند دن پرورش کی تھی جیسا کہ فرعون
مصری نے حضرت موسے کی پرورش
کی تھی اور ایسا ہی مولوی محمد حسین
صاحب نے ابتدا مین براہین پر ریویو
لکھ کر ہمارے سلسلہ کی چند یوم پرورش
کی)

حضرت اقدس نے اپنا ایک پرانا
الہام سنایا - یا یحیٰ خذ الکتٰب بالقوۃ
والخیر کلہ فی القرآن اور فرمایا کہ اسمین
ہم کو حضرت یحیٰ کی نسبت دی گئی ہے
کیونکہ حضرت یحیٰ کو یہود کی ان اقوام
سے مقابلہ کرنا پڑا تھا جو کتاب اللہ
توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور حدیثون
کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے اور
ہر بات مین احادیث کو پیش کرتے
تھے ایسا ہی اس زمانہ مین ہمارا مقابلہ
اہل حدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن
پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے
ہین)

ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ
طاعون سنا رہا تھا اذان ہونے لگی
وہ چپ ہو گیا فرمایا پڑھتے جاؤ اذان
کے وقت پڑھنا جائز ہے)

ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرے
اہل خانہ اور بچے ایک ایسے مقام
مین ہین جہان طاعون کا زور ہے
مین گھبرایا ہوا ہون اور وہان جانا چاہتا
ہون فرمایا (مت جاؤ - لاتلقوا بایدیکم
الی التہلکۃ - پچھلی رات کو اٹھ کر ان کے
لیے دعا کرو بہتر ہوگا - بہ نسبت اسکے
کہ تم خود جاؤ - ایسے مقام پر جانا
گناہ ہے -)

حضرت اقدس کو الہام ہوا - انت معی
وانی معک انی بایعتک - یاعینی ربی
فرمایا کہ (اللہ تعالےٰ کا منشا ہے کہ قرآن
شریف کو حل کیا جاوے اسواسطے اکثر
الہامات جو قرآن شریف کے الفاظ
مین ہوتے ہین ان کی ایک علمی تفسیر*
ہو جاتی ہے -)

فرمایا کہ (اس آیت قرآن کریم مین از زمانہ

* اس سے خدا تعالےٰ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہی زندہ اور بابرکت زبان ہے اور تو کہ ثابت ہو جائے کہ تیرہ سو سال اس سے قبل بھی اسیطرح یہ خدا کا کلام نازل ہوتا

اور طاعون کے متعلق پیشگوئی ہے

والمرسلت عرفا فالعصفت عصفا والنشرت نشرا - فالفرقت فرقا - فالملقیت ذکرا - عذرا او نذرا -

قسم ہے ان ہواؤں کی جو آہستہ چلتی ہیں یعنی پہلا وقت ایسا ہوگا کہ کوئی کوئی واقعہ طاعون کا ہو جایا کرے پھر وہ زور پکڑے اور تیز ہو جاوے پھر وہ ایسا ہو کہ لوگوں کو پراگندہ کر دے اور پریشان خاطر کر دے پھر ایسے واقعات ہوں کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق اور تمیز کر دیں اسوقت لوگوں کو سمجھ آ جاوے گی کہ حق کس امر میں ہے آیا اس امام کی اطاعت میں یا اس کی مخالفت میں یہ سمجھ میں آنا بعض کے لیے صرف حجت کا موجب ہوگا (عذراً) یعنی مرتے مرتے انکا دل اقرار کر جائے گا - کہ ہم غلطی پر تھے اور بعض کے لیے (نذراً) یعنی ڈرانے کا موجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے بدیوں سے باز آویں -

آدابُ الدُّعاء

۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء کے جمعہ میں ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے جو خطبہ پڑھا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔ لیکن چونکہ خطبے میں اس قسم کے وسیع اور دقیق مضمون پر پوری نظر سے بوجہ کمی وقت تقریر نہیں ہو سکتی حضرت مولانا موصوف نے صرف آداب الدعا کے اصول پر ہی کلام فرمایا۔ جسکو ہم ناظرین کے فائدہ کے لیے ذیل میں درج کرتے ہیں -

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں وہ خدا ہوں جو مضطر کی دعا سنتا ہوں اور اس کی مصیبت کو اس سے دور کرتا ہوں - حقیقت میں یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ وصف کسی اور میں نہیں ہے مضطر کی دعا کو سننا اور اسکے دکھ درد کو دور کرنا اللہ تعالےٰ ہی کی صفت ہے قرآن شریف کی یہ آیت بہت ہی قابل غور ہے جو عالی نکات اور اسرار کا مخزن ہے خطبہ ان سب کے بیان کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا - اس آیت پر تقریر کرنے کی تحریک مجھے ابھی ہوئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سکرٹری منشی شمس الدین صاحب کا ایک چھپا ہوا اشتہار دیکھا ہے جو انہوں نے اس غرض سے جاری کیا ہے کہ لوگ رفع طاعون کیلئے باہر میدانوں میں جمع ہو کر دعا مانگیں - اس انجمن نے یہ بھی دعوے کیا ہے کہ جیسے ۱۸۹۹ء میں نماز استسقا کے لیے انجمن کے اشارہ کے موافق لوگ باہر میدان میں نکلے تھے اور اسوقت مینہ برسا تھا - آج طاعون کے دفعیہ کے لیے بھی یہی علاج ہے - ہم اسبات پر تو بے شک ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مضطر کی دعا سنتا ہے اور دعاؤں میں عجیب و غریب تاثیریں ہیں اور خدا کا محض فضل ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کے نظارے جسقدر ہم دیکھتے ہیں دوسروں نے ہرگز ہرگز نہیں دیکھے لیکن ہم کو سخت افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ جو اس قسم کے اشتہار جاری کرتے ہیں اس حق اور حقیقت سے یقیناً بے خبر ہیں کہ وہ اضطراب اور اضطرار کس قسم اور رنگ کا ہوتا ہے جو قبولیت کی قوت اپنے اندر رکھتا ہے اور جس کے جذب اور قوت سے دعا آسمان پر چڑھتی اور قبول ہوتی ہے - اگر یہی بات ہو کہ ہر دعا جس طرح کی جاوے پوری ہو جایا کرے اور سنی جاوے تو پھر دنیا کا نظام ہی بدل جاوے اور خدا تعالےٰ کی مرضی حکومت کا نشان اٹھ جاوے ایک مومن - متقی خدا ترس - اور ایک ریاکار فاسق فاجر میں تمیز ہونی مشکل ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ قبولیت دعا میں بھی بعض اسرار اور مخفی شرائط اور آداب ہیں جنکے بغیر دعا قبولیت کا لباس پہن نہیں سکتی - چنانچہ فرمایا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین خدا تعالےٰ متقیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے - تقوے اور اسکے مدارج پر بحث کرنا اسوقت ملحوظ خاطر نہیں ہے بلکہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آداب دعا کیا ہیں - اول ادب قبولیت دعا کے لیے یہ ہے کہ دعا مانگنے والے کے دل میں اللہ تعالےٰ کی صفات کے متعلق سچا اور صحیح عقیدہ ہو - قرآن شریف کو دیکھو کہ اس کی دعاؤں کا کیا طرز ہے کسی دعا کو دیکھو کہ اسے اللھم سے شروع کیا ہے اور کسی کو ربنا کے لفظ سے - سب سے عظیم الشان دعا جو فاتحۃ الکتاب میں اللہ تعالےٰ نے تعلیم فرمائی ہے یعنے اھدنا الصراط المستقیم اسکو الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین سے شروع کیا ہے اس میں بھید اور سر کیا ہے؟ اس نکتہ میں اگر کوئی غور کرے تو صاف سمجھ میں آ سکتا ہے کہ دعا کی قبولیت درحقیقت داعی کے اندر ہی سے شروع ہوتی ہے - داعی کا سچا تعلق خدا سے اور اسے تمام صفات کاملہ سے موصوف اور محمود جاننا اور تمام شرکوں اور ناپاکیوں سے اس کو بری سمجھنا ہی پہلی بات ہے کہ جس کے خون سے ملی ہوئی دعا قبولیت کی قوت لیکر نکلتی ہے -

خدا کے لیے غور کرو اسی بات میں - جو ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے (فتح مکہ کے دن جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے) بتوں کو مخاطب کر کے کہی کہ تم جھوٹے اور سراسر جھوٹے ہو -